احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ

# نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۲۷ قیمت بارہ روپے فروری ۱۹۹۷ء

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

١٤١٠

حسبی اللہ نعم الوکیل و نعم المولی و نعم النصیر

احیائے تصوف کا علمبردار اور
اتحاد بین المسلمین کا نقیب

# ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم

شمارہ نمبر ۲۷ فروری ۱۹۹۷

مدیر و ناشر
ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزر:
ریگو کمپوزر، سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

بدل اشتراک زر سالانہ

| | |
|---|---|
| پاکستان | -/144 روپے سالانہ |
| کویت | -/600 روپے سالانہ |
| متحدہ عرب امارات | -/600 روپے سالانہ |
| انڈیا | -/400 روپے سالانہ |
| یورپ | -/600 روپے سالانہ |

خط و کتابت اور مضامین
بھیجنے کا پتہ:
مکان نمبر D-102
سیٹلائٹ ٹاؤن
سید پور روڈ،
راولپنڈی پاکستان

منی آرڈر، ڈرافٹ اور
رجسٹری بھیجنے کا پتہ:
فلیٹ نمبر 7، بلاک نمبر 14،
کینگری 17، آئی ایٹ ون،
اسلام آباد پاکستان

## فہرست مضامین





ایڈیٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد
سے چھپوا کر A-358، سیکٹر G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

# ثمر صوم

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

روزے کی فرضیت کا بیان کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ہوا ہے یا ایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔ اے ایمان والو، تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بنو۔

ماہ مبارک رمضان کی مناسبت سے صوم رمضان کے نفسیاتی، معاشرتی اور طبی پہلوؤں کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس ادارے کی روایت ہے کہ اس میں قرآنی تعلیمات کے انسانی پہلوؤں کے بارے میں ٹھوس اور ثقیل عالمانہ مباحث سے قطع نظر ہلکے پھلکے انداز میں چند باتیں نذر قارئین کی جاتی ہیں کیونکہ دین اپنے تمام تر مابعد الطبیعاتی نظام اور ماورائے عقل و وجدان مباحث کے ساتھ ساتھ انسانوں کی روزمرہ زندگی کے عملی پہلوؤں سے بھی متعلقہ چیز ہے۔ نیز احکام دینی کی افادیت سے جدید دور کے اذہان و قلوب کو آگاہی بخشنا مسلم معاشرے کے ہر صاحب شعور فرد کا بنیادی فریضہ ہے۔ ہم اس مضمون میں اسلامی تعلیمات اور جدید سائنسی معلومات کے درمیان ربط تلاش کرنے کی سعی کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے خطاب فرماتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ان پر روزے کی فرضیت کوئی نئی اور انوکھی چیز نہیں ہے بلکہ انسانی معاشرے کی اس دینی اور تمدنی روایت کا تسلسل ماضی کے ادیان اور انسانی معاشروں میں بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ روزہ جملہ الہامی مذاہب میں کسی نہ کسی انداز میں فرض ہوتا آیا ہے اور آج بھی اہل یہود و نصاریٰ روزے کا اہتمام کرتے ہیں۔ مراد اس بیان سے یہ ہے کہ روزہ انسان کی معاشرتی سرگرمیوں کا ایک بنیادی اور اہم جزو ہے کیونکہ انسانوں کی انفرادی نفسیاتی، معاشی اور جسمانی صحت مندی اور انسانی معاشرے کے اجتماعی توازن اور اعتدال کے ساتھ اس عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ روزے کے ان اہم انسانی پہلوؤں کا بیان حسب ذیل ہے۔

## ذہنی اور نفسیاتی پہلو

روزے کے اہم نفسیاتی پہلو یہ ہیں۔

### ۱۔ احساس تسلسل

روزہ انسانی زندگی میں ایک تسلسل کا احساس پیدا کرتا ہے۔ یہ پہلو نماز اور دیگر اسلامی احکامات میں بھی نمایاں ہے۔ زندگی ایک تغیر پذیر شے ہے اور انسان کے نفسیاتی مسائل ہر عمر میں اور ہر دور زمانہ میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں جس کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ انسان اپنے انفرادی اور اجتماعی ماضی کے ساتھ تسلسل کا احساس کھو بیٹھتا ہے اور یوں اپنے آپ کو ایک جذباتی خلا میں معلق خیال کرتا ہے۔ اس جذباتی خلا کا احساس مغرب کے جدید معاشرے میں انسانوں کے احساس تنہائی کا ایک اہم سبب ہے اور وہ اس خلا کو دور کرنے کے لئے کئی مصنوعی سہارے تلاش کرنے پر مجبور ہیں۔ لیکن بفضل خدا اسلامی معاشرے میں اہل ایمان کو رمضان مبارک کا چاند نظر آتے ہی اپنی بازیافت کا ایک نادر موقع ہاتھ آتا ہے اور وہ اپنے دل میں ایک نئی ترنگ، طمانیت اور رجائیت موجود پاتا ہے۔ یہی نہیں پورا معاشرہ ایک نئے احساس اخوت و محبت کے ساتھ کروٹیں لے کر بیدار ہوتا ہے۔ یہ پہلو انسان کی نفسیاتی تسکین کے لئے از حد ضروری ہے۔

### احساس وابستگی

چونکہ روزہ نماز اور حج کی طرح ایک اجتماعی عمل بھی ہے اس لئے اس عمل سے انسان کے دل میں اپنے معاشرے کے ساتھ احساس وابستگی پیدا ہوتا ہے جو انفرادی اور اجتماعی سکون

اور امن و محبت کے فروغ کی بنیادی شرط ہے۔ یہی نہیں بلکہ اہل ایمان کے دلوں میں اپنے خالق و معبود حقیقی کے ساتھ احساس وابستگی کی بھی تجدید ہو جاتی ہے۔

## انفرادی اور اجتماعی ڈسپلن

یوں تو حر حرکی کے قانون دوم ( SECOND LAW OF THERMODYNAMICS کی رو سے کائنات کی ہر چیز مائل بہ انتشار ہے اور یہ صرف منشائے خداوندی اور انسانی شعور کی قوتیں ہی ہیں جو منتشر چیزوں میں ترتیب نو

اور تنظیم نو پیدا کرتی رہتی ہیں۔ انسانی زندگی اور اس کے نفسیاتی عوامل اس ضمن میں کچھ زیادہ ہی انتشار کے شکار ہوتے رہتے ہیں نتیجتاً فرد اور معاشرہ اس محور سے ہٹ جاتے ہیں جو زندگی میں نظام اعتدال کو برقرار رکھنے کا ضامن ہوتا ہے۔ نماز اور حج کی طرح روزہ بھی اس انفرادی اور اجتماعی انتشار کا خاتمہ کر کے فرد اور معاشرے کے توازن و اعتدال اور نظم و ضبط کو واپس لے آتا ہے

انفرادی ڈسپلن کے ضمن میں ایک اور اہم پہلو انسانی نفس کا محاسبہ ہے۔ انسان کی قوائے شہوانی کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ یہ منہ زور ہوتی ہیں اور کسی صورت مطمئن ہونے کا نام نہیں لیتیں نتیجتاً وہ بے اعتدالی ظہور پذیر ہو جاتی ہے جو انفرادی اور اجتماعی بیماریوں کی صورت میں منتج ہوتی ہے۔ روزہ ضبط نفس اور تربیت نفس کا ایک اعلیٰ ترین ذریعہ ہے اور نفسانی خواہشات کو عقل و شعور کی تابع رکھنے کا ذمہ دار ہے۔

## جسمانی اور طبی پہلو

سطور بالا میں انفرادی اور اجتماعی ڈسپلن کے فروغ کے بارے میں روزے کے کردار کا ذکر کیا گیا ہے۔ روزے سے انسانی صحت کے جملہ پہلوؤں پر خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اس پہلو کا ذکر رسالے میں شائع ہونے والے ایک مضمون میں تفصیل سے کیا گیا ہے لہٰذا یہاں تفصیل سے احتراز کرتے ہیں۔

## معاشرتی پہلو

روزہ دیگر اجتماعی اعمال کی طرح اسلامی معاشرے کے حسن اور خوبیوں کا امین ہے۔ ماہ صیام کی آمد کے ساتھ ساتھ اسلامی معاشرے میں ایک عجیب گہما گہمی اور پر رونق سرگرمی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ صحت مند سرگرمی سارے ماہ رمضان کے دوران جاری و ساری رہتی ہے۔ کہیں افطار کے لئے خریداریاں، کہیں سحری کے لئے مناجاتیں اور اعلانات، کہیں تراویح کے روح پرور اجتماعات غرض یہ سب سرگرمیاں اسلامی معاشرے کی خوبصورتی کے بنیادی خدوخال ہیں جن کے باعث اس معاشرے میں ہمدردی، انسان دوستی، مساوات، اجتماعی عدل اور اجتماعی تنظیم جیسے مثبت اقدار فروغ پاتے ہیں۔

## مابعدالطبیعاتی پہلو

زندگی کیا ہے اور اس کا مبدا و مرجع کیا ہے؟ اس سوال کا جواب سوائے انبیاء علیہم السلام کے دنیا کا بڑے سے بڑا دانشور، سائنسدان، فلسفی، حکیم یا شاعر و ادیب بھی پیش کرنا سے قاصر رہا دوسری جانب ہر حساس انسان کے قلب و ذہن میں یہ سوال شدت سے انگڑائی لیتا رہتا ہے کہ ہم جو کسب معاش میں رات دن اپنا خون پسینہ ایک کرتے رہتے ہیں اور اجتماعی طور پر بھی معاشی میدانوں اور جنگ و حرب کے محاذوں پر ایک ختم نہ ہونے والی چپقلش سے دوچار رہتے ہیں تو کیا اس ساری جدوجہد کا حاصل ہے کہ آسودگی یا اضطراب کے ساتھ چند روزہ زندگی گزار کر عدم اور فنا کی ذلت سے دوچار ہو جائیں؟ حساس انسان کو یہ چبھتا ہوا سوال تشنہ جواب رہنے کی صورت ایک ناقابل بیان قنوطیت اور بے بسی کے احساس سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

دوسری طرف انبیاء علیہم السلام نے اس سوال کا بڑا رجائیت آمیز جواب فراہم کیا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے ہمیں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ انسان کا، جملہ مخلوقات عالم اور اس کائنات کا ایک خالق اور مالک ہے۔ اس خالق اور مالک نے انسان کو جملہ مخلوقات عالم میں اشرف بنایا اور اسے روئے زمین پر اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کیا۔ ہر انسان کو اپنی چند روزہ حیات مستعار گزارنے کے بعد اپنے خالق کی طرف لوٹ کر جانا ہے اور اسے ایک حیات نو عطا ہونی ہے۔ اس حیات نو کے الم و طرب کا سارا انحصار موجودہ زندگی کے اعمال پر ہو گا۔ گویا وہ زندگی اس

باقی صفحہ نمبر پر

(گزشتہ سے پیوستہ)

# مجموعہ شریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

و ینبغی ان نبادر الی قضاء الفوائت و تقدمها علی الحاضرۃ ان لم یضیق وقت الحاضرۃ و لا یجب الترتیب فی الفوائت و یجوز ان تقضی صلواۃ النهار فی اللیل و صلواۃ اللیل فی النهار و تقدم کل واحدۃ منها علی الاخری و ان لم تجهر فی الجهریہ الفائتہ لا باس بہ۔

## ترجمہ

فوت شدہ نمازوں کی قضا بجالانے کی طرف سبقت سے کام لینا نیز فوت شدہ نمازوں کی قضاء بجاآوری کو حاضر وقتی نمازوں پر مقدم رکھنا چاہیے بشرطیکہ حاضر وقتی نماز کا وقت تنگ نہ ہو۔ فوت شدہ نمازوں کی بجاآوری میں ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب نہیں ہے۔ دن کی نماز کو رات کے وقت اور رات کی نماز کو دن کے وقت بجا لانا جائز ہے نیز ہر ایک فوت شدہ نماز کو دوسری فوت شدہ نماز پر مقدم رکھنا بھی روا ہے۔ اگر آپ فوت شدہ جہری نمازوں کی قراءت میں جہر نہ کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

## وضاحت

فقہ الاحوط کی مندرجہ بالا عبارتوں میں امور ذیل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۔ سبقت سے کام لینا۔
۲۔ قضا کی بجاآوری کی تاکید۔
۳۔ ترتیب کا فقدان۔
۴۔ نوعیت کی تبدیلی کا کرشمہ۔

## تفصیل وضاحت

۱۔ مؤمن کا کام ہے کہ وہ نماز جیسی پر تاکید حکم الٰہی کی بجاآوری میں جان بوجھ کر کوتاہی وغیرہ کا مظاہرہ نہ کرے اگر کسی خاص مجبوری کی وجہ سے کوئی نماز فوت ہو جائے تو مؤمن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کوتاہی پر رب سے مغفرت کا طلب گار بن جائے اور اولین فرصت میں فوت شدہ نمازوں کی قضا بجالائے ایسا نہ ہو کہ کاہلی کے مذموم مظاہرے کی وجہ سے اس کے ذمہ پر وجوباً بجاآوری کے لئے فوت شدہ نمازوں کا ایک دفتر وجود میں آئے اور وہ اسے دیکھ کر سر پیٹ کر رہ جائے اور اسے زندگی میں ان نمازوں کی قضاء بجاآوری کی مہلت نہ ملے۔ اللہ ہم سب کو صحیح معنوں میں نماز گزار بنائے۔ آمین۔

۲۔ فوت شدہ نمازوں کی قضاء بجاآوری کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اس تاکید کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر حاضر وقتی نماز کا وقت تنگ نہ ہو تو فوت شدہ نماز کو پہلے قضاء بجالانا چاہیے اس کے بعد حاضر وقتی نماز کو ادا بجالائے۔ وقت کی اہمیت کے پیش نظر اگر وقت تنگ ہو تو پھر حاضر وقتی نماز کی ادائیگی کر چکنے کے بعد فوت شدہ نماز کی قضاء بجاآوری کی جائے تاکہ قیامت کے روز ترک نماز کی شدید ترین سزا سے آدمی بچ سکے۔

۳۔ نماز پنجگانہ کے اوقات میں ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا کسی کے لئے اس بات کی گنجائش نہیں کہ وہ ایک نماز کے وقت ہی دوسری نماز ادا کرے اور اپنی طرف سے وقت کا تبادلہ کرتا رہے۔ پس پو پھٹنے پر صبح کی نماز فرض ہو جاتی ہے اور یہ نماز صبح کا وقت ہے۔ اگر کوئی اس وقت میں ظہر کی نماز ادا کرے اور صبح کی نماز کو دن ڈھلنے پر ادا کرے تو یہ شرعاً غلط کام ہو گا۔ گویا ترتیب کا لحاظ رکھنا نمازوں کے اوقات میں ضروری ہے لیکن فوت شدہ نمازوں کی بجاآوری کے لئے نہ ترتیب کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی وقت کی وحدت شرط ہے بلکہ دن کی نمازیں رات کو اور رات کی تقدیم یا تاخیر کی بھی کوئی پابندی شرعاً عائد نہیں ہے۔ جس نماز کو چاہیے مقدم کرے جس نماز کو چاہیے

باقی صفحہ نمبر پ

# قرآن اللہ کی کتاب ہے

شجاء اللہ نعیمیہ اسلامک یونیورسٹی لاہور

قرآن اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ یہ دعویٰ نہایت اہمیت کا حامل ہے اگر مخالف کو یہ دعویٰ تسلیم کرایا جائے تو مخالف کو قرآن کا ایک ایک مسئلہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ جس میں رسالت توحید حشر و نشر نماز، حج، زکواۃ اور روزہ وغیرہ مذکور ہیں۔

## دعویٰ

قرآن اللہ کی کتاب ہے۔

## دلیل

اس دلیل کی توضیح سے پہلے ایک قاعدہ کا سمجھنا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسانی چیز وہ ہے جس کی مثل انسان بنا سکے۔ اور قدرتی چیز وہ ہے جو کہ انسان کی طاقت سے بالاتر ہے۔ ہوائی جہاز ایک انسانی مصنوع ہے۔ اس جیسے کئی ہوائی جہاز وغیرہ انسان کارخانوں میں تیار کرتے ہیں۔ لیکن مکھی مچھر جو اگرچہ چھوٹے اور کمزور ہیں۔ انسان ان کے بنانے سے عاجز ہے۔

اس قاعدہ کے مطابق کفار عرب کو کہا گیا کہ اگر تمہیں قرآن کے کتاب الٰہی ہونے میں کچھ شک ہے تو اور معجزات تو کیا صرف اس کلام کا مقابلہ کر لو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انسان ہی ہیں۔ دنیائے مادی میں پیدا ہوئے۔ تم بظاہر بڑے زبان دان علم والے فصیح و بلیغ ہو تم نے ہر قسم کے مجمع اور جلسے دیکھے ہیں۔

علماء اور شعراء کے کلام سنے ہیں۔ اہل علم اور مورخین کی صحبتیں اختیار کی ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو علماء کی صحبت میں رہے اور نہ ہی انہوں نے مورخین کی کتابیں دیکھیں۔ ابتداء عمر سے اس وقت تک وہ نہ تو کسی مکتب میں تعلیم کے لئے گئے اور نہ ہی کسی عالم کے شاگرد بنے۔ اس کے باوجود کہ وہ اکیلے سارا قرآن پڑھ کر سناتے ہیں۔ تم پورے ملک عرب کے علماء، فضلاء، شعراء فصحاء جمع ہو کر اس کے مقابلہ میں پورا قرآن یا دس سورتیں یا کم سے کم چھوٹی سی ایک سورۃ بھی بنا کر لاؤ۔ اگر بہت کوشش کے بعد تم ایک سورت بنا کر لے آئے تو سمجھنا کہ قرآن خدا کی کتاب نہیں ہے۔ اور اگر تم سب مجبور ہو جاؤ تو مذکورہ قاعدہ کے مطابق سمجھ لو کہ قرآن بشر کا نہیں ہے بلکہ خالق بشر کا ہے۔ دنیا اس حقیقت سے باخبر ہے کہ قرآن کا یہ عظیم چیلنج تین مراحل سے گزرا اور کسی مرحلہ پر بھی اس کا جواب نہ دیا جا سکتا۔

## پہلا مرحلہ

قرآن عظیم نے چیلنج دیتے ہوئے کہا۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهيرا۔ (پارہ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل، آیت نمبر ۸۸)

ترجمہ: اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر آدمی اور جنات جمع ہو کر اس بات پر آمادہ ہوں کہ قرآن کی طرح کا اور کوئی کلام بنا لائیں تب بھی اس جیسا (بنا کر) نہیں لا سکتے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار (معین) ہی کیوں نہ ہوں۔

## دوسرا مرحلہ

قرآن عظیم نے اس چیلنج کو اور آسان کر دیا اور کہا:

قل فاتوا بعشر سور مثله مفتریت وادعوا من استطعتم من دون الله ان کنتم صدقين۔ (سورہ ہود آیت ۱۳)

ترجمہ: ان سے کہو کہ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو کہ میں نے قرآن اپنی طرف سے بنایا ہے تو تم بھی اس طرح کی بنائی ہوئی زیادہ نہیں دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں اگر تم سچے ہو۔

## تیسرا مرحلہ

قرآن عظیم نے اپنے چیلنج کو آسان ترین بنا دیا اور کہا

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعو شھداء کم من دون اللہ ان کنتم صدقین۔ (پارہ نمبر ۱، سورہ بقرہ)

ترجمہ: اور یہ قرآن ہم نے اپنے بندے (محمدؐ) پر اتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت ہی بنا لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے حمایتیوں کو بھی بلا لو۔

عرب کے تمام فصحاء اور بلغاء کفار اور مشرکین سب مل کر اس آسان ترین چیلنج کو بھی قبول نہ کر سکے حالانکہ یہ وہ لوگ تھے جنہیں اپنی زبان دانی، حسن بیان، زور کلام اور فصاحت و بلاغت پر بڑا ناز تھا۔ اس لئے انہیں آسان چیلنج دیا گیا۔ اسلامؐ کے دشمنوں اور قرآن کے مخالفوں کے سامنے اب بھی یہ چیلنج جوں کا توں موجود ہے۔ عیسائی عربوں یہودیوں اور مغربیں مشرقوں نے اسلام دشمنی میں کونسی کسر باقی چھوڑی ہے لیکن ان سے بھی اس چیلنج کا جواب بن نہیں آیا۔ قرآن کا یہ چیلنج اب بھی اپنی جگہ قائم ہے۔ کوئی ہے جو اس کا مقابلہ کرے۔ محض باتیں کرنے اور لفظی بحث و تکرار سے کچھ نہیں بنتا اور نہ ہی مسلمانوں کے خلاف طرح طرح کی سازشیں اور ریشہ دوانیاں کر کے اسلام کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ اسلام ایک ابدی، دائمی، اٹل اور عالمگیر صداقت ہے اور اس صداقت کا سب سے بڑا ثبوت خود قرآن کریم ہے۔ جو ایک زندہ جاوید معجزہ کے طور پر اب بھی اپنی اصلی شکل و صورت میں موجود ہے۔ دشمنان اسلام کو چاہئے کہ وہ تاریخ کے اس آسان ترین قرآنی چیلنج کا مقابلہ کریں۔ لیکن وہ کیسے کر سکتے ہیں جبکہ قرآن حکیم نے صاف لفظوں میں کہہ دیا ہے کہ اسلام کے دشمن اور قرآن کے منکر اور اس جیسی ایک آیت بھی نہیں لائیں گے کیونکہ یہ انکی ہمت واستطاعت سے بالاتر ہے۔

## من مثلہ

اس کی تفسیر میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ اس کا مرجع ما ہے۔ تو اس وقت آیت کا معنی یہ ہو گا کہ قرآن کی ایک سورۃ جیسی سورۃ لاؤ۔ وہ نہ لا سکے معلوم ہوا کہ قرآن بے مثل ہے۔ یا اسکا مرجع "عبدنا" ہے تو معنی یہ ہو گا کہ تم ایک ایسی سورت لاؤ جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ذات کی طرف سے ہو (تفسیر کبیر خازن) یعنی پہلے آسمان کے نیچے ایسی ہستی تلاش کرو جو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہو پھر اس سے ایک سورت بنوا کر لاؤ اور آج تک ان جیسا دنیا میں نہ آیا اور نہ آئے گا۔ لہٰذا تسلیم کرو کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے جس کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے مثل ہیں۔

### بقیہ تفکر و تذکر

زندگی کی جزا ہو گی۔ ہر مومن مسلم اعمال صالحہ اس لئے بجا لاتا ہے کہ اللہ پاک کی خوشنودی حاصل ہو اور آخرت میں اس کا اجر اور جزا ملے۔ اب اس ضمن میں روزے کے اجر اور جزا پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ اس سے بڑھ کر عظیم الشان اجر کسی اور انسانی عمل کا نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا ہے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ یعنی روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں۔ سبحان اللہ جس عمل کی جزا خود خالق و مالک حیات و کائنات اور مالک یوم الدین کی ذات ہے اس سے زیادہ عظیم الشان عمل اور کیا ہو سکتا ہے اور انسان کی نجات کی اس سے بڑھ کر اور کیا ضمانت ہو سکتی ہے؟

اللہ پاک ہمیں ہر سال ماہ صیام کے روزوں سے مستفید ہونے اور اپنی عاقبت سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(گزشتہ سے پیوستہ)
قسط نمبر ۳

# تصوف

احمد علی منہاج القرآن یونیورسٹی لاہور

ڈاکٹر خلیق نظامی نے اس دور کے مخصوص حالات اور صوفیہ کے ردعمل کے سلسلے میں تفصیل سے بحث کی ہے۔

عقلیت کا جو سیلاب مامون کے دربار سے نکلا تھا مسلمانوں کی زندگی میں لامرکزیت پیدا کرنے کا باعث بن گیا۔ اعتقاد کی ساری بنیادیں ہل گئیں اور ملت کی ذہنی زندگی تباہ میں انتشار پیدا ہو گیا۔

(تاریخ مشائخ ص ۸۲)

عقلیت کے ساتھ ساتھ وضعیت کا طوفان بھی ناگزیر تھا۔ وضعیت کا سب سے برا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مذہب کی آواز دل تک نہیں پہنچتی۔ جب دل ہی متاثر نہ ہو تو مذہب کی حقیقی روح سے آشنائی ناممکن ہے۔ اس عقلیت کے مہلک اثرات نے مسلمانوں کی دینی زندگی کے کسی گوشے کو نہیں بخشا۔ ذات و صفات خداوندی، خلق قرآن، دوزخ، جنت، معراج، غرض ہر مسئلہ عقل کی کسوٹی پر پرکھا گیا۔ آیات قرآنی کی ایسی تاویلات کی گئیں جس سے یونانی فلسفے کی تائید ہو سکے۔

(تاریخ مشائخ ص ۸۳)

اس دور کے صوفیاء نے معتزلہ اور دیگر عقلیت پسند گروہوں کی وضعیت سے متاثر ہو کر عشق الٰہی پر زور دیا اور خود محبت الٰہی میں سرشاری کی زندگی بسر کی۔

(تاریخ مشائخ ص ۸۵)

اس دور کے صوفیا نے فلسفہ کی پیدا کی ہوئی ذہنی لامرکزیت کو قلبی کیفیات کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کی۔ ان کی کوشش یہ تھی کہ دل کو اگر ایک مرکز پر لگا دیا جائے تو ذہن کی الجھنیں خود بخود دور ہوتی جائیں گی۔

تصوف کے ایک مرد مجاہد حضرت معروف کرخی نے استغراق پر زور دیا۔ ان کے مرید خاص حضرت سری سقطی نے توحید کا وہ نظریہ پیش کیا جس نے بعد میں وحدت الوجود کی شکل اختیار کی۔ اگر بغور دیکھا جائے کہ ان نظریات نے عملی طور پر مسلمانوں کے ذہنوں پر کیا اثر ڈالا تو معلوم ہو گا کہ ان کے ذریعے عقلیت کے پیدا کئے ہوئے ذہنی ہیجان کو دور کرنے اور اس کے بنائے ہوئے سانچوں کو توڑنے کا سامان مہیا ہو گیا۔

(تاریخ مشائخ ص ۸۶)

دور ثانی کے سلسلے میں جو گزارشات پیش کی گئی ہیں ان کا ماحصل یہ ہے کہ دوسری صدی ہجری سے چوتھی صدی ہجری تک تصوف کے مختلف مسالک و مکاتب فکر وجود میں آ چکے تھے لیکن ان کی صورت یہ نہیں تھی جو سلاسل کی صورت میں آج موجود ہے۔ اس ضمن میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس دور میں تصوف تنظیم و ترتیب کے مرحلے سے گزر رہا تھا جس کی تکمیل آئندہ صدیوں میں ہی ممکن ہو سکی۔ علاوہ ازیں تاریخی حالات و حوادث کے زیر اثر ایک ایسے رجحان نے مداومت و استمرار حاصل کیا جس کی ترغیب و ترتیب خود قرآن و سنت سے ثابت ہے اور جسے صوفیہ کی اصطلاح میں عشق و محبت کہتے ہیں جو تصوف کے سلسلے کی تعلیمات میں آج بھی اساسی حیثیت کا حامل ہے۔ دور ثانی کا ایک اہم واقعہ وہ آویزش و نزاع تھا جو علماء کے طبقے نے صوفیہ کے خلاف جاری رکھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس نزاع کی کوئی نہ کوئی صورت تاریخ اسلام کے ہر دور میں نظر آتی ہے لیکن مذکورہ صدیوں بالخصوص تیسری صدی ہجری میں اس مناقشے نے انتہائی سنجیدہ صورت اختیار کر لی تھی۔ صوفیہ ہر دور میں مختلف نوعیت کی مخالفانہ تنقید کا نشانہ بنتے رہے اور آج بھی علماء کی جانب سے تصوف اور صوفیہ کے خلاف مختلف قسم کے اعتراضات وارد کئے جا رہے ہیں۔ بہر حال جب اہل علم کی جانب سے صوفیہ پر سخت تنقید نے سنگین صورت اختیار کر لی تو صوفیہ اپنے موقف کی وضاحت اور تائید میں تحریر و تصنیف پر مائل ہوئے۔ صوفیہ کی جانب سے اس سلسلے میں جو کچھ تحریر کیا گیا وہ نہ صرف تاریخ تصوف بلکہ مسلمانوں کی علمی تاریخ میں انتہائی قدر و قیمت کا حامل ہے۔ اس عہد کی تحریروں میں براءت اور دفاع کے عناصر سے قطع نظر ایسے معیار اور اصول قائم کر

دیئے گئے جو حقیقی اور غیر حقیقی تصوف کے درمیان ہمیشہ خط امتیاز باقی رکھیں گے۔ اس دور میں صوفیاء نے جارحانہ تنقید کے جواب میں اپنے مسلک اور طریق کی وضاحت کے لئے ایسی بنیادی کتابیں تحریر کیں جو تصوف کی تمہید میں نہ صرف ممد و معاون ثابت ہوئیں بلکہ ان کے باعث تصوف کا ظاہری اور باطنی پیکر بطور وحدت کل برقرار رہا۔

## دور ثالث

(پانچویں صدی تا آٹھویں صدی ہجری)

تصوف کا تیسرا دور جو چار صدیوں پر محیط ہے طویل ترین دور ہے۔ لیکن طوالت سے قطع نظر خود تاریخ اسلامی میں اس دور کی بے حد اہمیت ہے۔ اس دور نے اسلامی تاریخ پر بہت گہرے اور دیرپا اثرات قائم کئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ چوتھی صدی ہجری تک تصوف اور صوفیاء مسلم معاشرے کے مؤثر عوامل کی حیثیت حاصل کر چکے تھے اور تصوف کی انتہائی اہم اور بنیادی تصانیف اس مسلک کی دینی اور شرعی حیثیت کو واضح کرنے کے لئے تحریر کی جا چکی تھیں، لیکن چھٹی صدی ہجری سے قبل یہ ایک مکمل تنظیم بن چکا تھا اور تصوف کے مختلف سلاسل اپنی ابتدا اور تکمیل کے مراحل سے بھی اسی دور میں گزرے۔

(مقالات احسان ص ۱۸۸)

یہ دور تصوف کی عمومی مقبولیت کے اعتبار سے اس کا عہد زریں کہلایا جا سکتا ہے۔ ہر سلسلے کے بانی اور اس کو ترقی دینے والے اکابر اس دور میں منصہ شہود پر آئے اور اپنی روحانی قوت اور توفیق الٰہی کی مدد سے جریدہ عالم پر ثبت دوام بنے۔ اس دور میں صوفیاء نے نظم و نثر میں ایسے شاہکار تخلیق کئے جن کی گونج چار دانگ عالم میں پھیلی اور آج بھی صدیاں گزر جانے کے باوجود اپنی جاذبیت، خوش بیانی، گہری معنویت، سادہ اظہار اور فکر انگیزی کے سبب دنیائے علم و عرفان میں اہم حیثیت رکھتے ہیں

(تاریخ تصوف در اسلام ص ۴۷۳، ۴۷۴)

## دور ثالث میں تصوف کی ہمہ گیر مقبولیت کے اسباب

اردو ادب کے معروف استاد ڈاکٹر محمد حسن اپنے مقالے "اردو ادب پر تصوف کے اثرات" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"تصوف کی طبقہ داری بنیادیں کسی حد تک واضح ہونے لگی تھیں۔ حکومت کے استحکام اور جاگیردارانہ نظام کے قیام نے اسلامی برادری میں بھی متمول اور نادار لوگ پیدا کر دیئے تھے۔ امیر معاویہ کے بعد حکومت وراثت میں ملنے لگی تھی اور اسلامی تعلیمات کے جمہوری عناصر ایشیائی شہنشاہیت کے دستور کی نذر ہو رہے تھے۔ ایسی صورت میں اس نئے اور ابھرتے ہوئے دست کار طبقے کی بے اطمینانی کے وجوہ ظاہر ہیں جو محنت کرنے کے باوجود اپنے کو سماج سے کمتر درجے پر محسوس کرتا تھا۔ وحدت الوجود کا فلسفہ مساوات تک پہنچاتا تھا۔ اس منزل میں پیدائش

اور وراثت، مال و دولت، عرب و غیر عرب، ملکی اور غیر ملکی حتیٰ کہ مجوسی النسل اور خالص بدوی کے امتیازات بھی ختم ہو جاتے تھے یہی وجہ ہے کہ صوفیہ کی صفوں میں زیادہ تر متوسط طبقے اور کبھی کبھار نچلے طبقے کے افراد کی کثرت نظر آتی ہے یا پھر غیر علماء کی۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی اہم ہے کہ صوفیاء درباروں کی بجائے جمہور عوام سے قریب تر رہے ہیں جبکہ علمائے شریعت دربار سے منسلک رہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ آزاد نظام فکر کی حیثیت سے اسلامی تصوف قومی عناصر اور دستکار طبقے کی سیاسی اور نظریاتی مساوات کی جدوجہد کی شکل میں واضح ہوتا ہے۔

(روح تنقیدی ادب جلد نمبر ۴۔ ص ۴۸)

## مذہبی جماعتوں میں اختلافات اور صوفیہ کا کنارہ کش ہونا

اس مسئلے پر ڈاکٹر قاسم غنی فرماتے ہیں۔

"پانچویں صدی ہجری میں علماء اور اہل مدرسہ مذہبی نزاع میں مبتلا تھے اور ہر فرقہ اپنے مسلک کی حمایت میں دوسرے فرقوں سے جنگ و جدل کر رہا تھا۔ صوفیہ نے خود کو اس جنگ ہفتاد و ملت سے علیحدہ رکھا اور اپنے معاملات میں مصروف رہے اس سبب سے عام لوگوں اور ملوک و سلاطین کے دل میں ان کے لئے احترام و تحسین کے جذبات پیدا ہوئے۔ علماء دین کے برعکس صوفیہ سلاطین اور امراء، صاحبان مقام اور اہل دنیا کے

تقرب سے احتراز کرتے تھے۔ دنیاوی راحتوں اور لذتوں سے بے پرواہ ہو کر زہد وقناعت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے۔ صوفیہ نہ صرف مختلف فرقوں کے مذہبی اختلافات سے کنارہ کش رہے بلکہ تمام فرقوں سے صلح وآشتی کے تعلقات برقرار رکھے اور سب کے ساتھ مہر ومحبت سے پیش آتے رہے۔

(تاریخ تصوف در اسلام ص ۳۷۵)

ڈاکٹر عبدالحسن زرین کوب اپنا نقطہ نظر یوں پیش کرتے ہیں۔

"صوفیہ نے اسلامی فرقوں اور مذاہب میں جو افراط کا شکار تھے اعتدال کا احساس پیدا کیا۔ خاص طور پر آزادی خیال اور حریت فکر کی ترویج میں ان کا اثر ونفوذ قطعی طور پر ثابت ہے۔ ایسے زمانے میں جب کہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا اور خلفاء وسلاطین کے ضعف وفتور کے باعث اشاعت اسلام کے لئے جہاد کی توفیق باقی نہ رہی تھی۔ صوفیہ نے اسلام کی اشاعت وترویج کا اہتمام کیا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مشائخ صوفیہ نے ہندوؤں اور جزائر شرق الہند کی قوموں میں اشاعت اسلام کے لئے جو کوششیں کیں ان کا اثر اس اثر سے زیادہ ہی تھا جو مجاہدین اسلام کی کوششوں سے وجود میں آیا۔ مسلمانوں میں برادرانہ تعلقات کی ترویج حقیقی اخوت اور مواسات وایثار کی رعایت یہ ایسے امور ہیں جن میں صوفیہ کی تربیت اور ان کے سلاسل خانقاہوں کی تشکیل کے سبب خاص رنگ پیدا ہو گیا تھا۔ صوفیہ کے احوال وسوانح میں اس امر کا ذکر بار بار آتا ہے کہ اہل طریقت اپنے مال سے بہرہ مند ہونے میں دوستوں کو اپنی ذات سے زیادہ فوقیت دیتے تھے۔

عام مصائب وآلام کے زمانے میں صوفیہ عوام الناس کے درد وغم میں شریک ہوتے اور اپنی جان بھی ان پر فدا کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے۔ شیخ شہاب الدین سہروردی جو ابو نجیب سہروردی کا بھتیجا اور مرید خاص بھی تھے محض اس غرض سے کہ بغداد اور خلیفہ ناصر باللہ کو خوارزم کی دست برد سے بچایا جا سکے خوارزم کے دربار میں گئے لیکن وہاں بادشاہ کی جفا اور اہانت آمیز رویہ کو برداشت کرنا پڑا۔

(ارزش میراث صوفیہ ص ۲۰۳)

اس مسئلے پر وہ (ڈاکٹر عبدالحسن کوب) اس امر کی وضاحت نہ کر سکے کہ عامۃ المسلمین میں صوفیہ کی مقبولیت کی حقیقی اساس کیا تھی۔ ان کے اوصاف وکمالات کا سرکار دو عالم کی سیرت طیبہ سے کوئی تعلق تھا یا یہ محض معاشرتی اخلاق کا پرتو ہیں جو تاریخ کے جبر سے وجود میں آتے ہیں۔

تصوف اور صوفیہ اس لئے مقبول نہیں ہوئے کہ تاریخی حالات نے ایک صورت اختیار کر لی تھی بلکہ انہوں نے سنت مطہرہ کی پیروی کو مقصود حیات بنا لیا تھا۔ ان کا ایثار وکرم ان کی بے بسی دنیا سے ان کا قطع تعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعائے مقبول اللھم احینا مسکیناً وامتنا مسکیناً واحشرنا فی زمرۃ المساکین کی لفظاً اور معناً اتباع تھی۔ علاوہ ازیں مخلوق کے لئے ان کی محبت وشفقت، معاملات وتعلقات میں شرافت، تواضع اور انکساری، اللہ تعالیٰ کے لئے فنائیت وفدویت یہ وہ اوصاف وخصوصیات ہیں جن کے باعث خیر القرون سے ان کا زمانی ومکانی بعد کم سے کم ہوتا چلا گیا اور وہ لوائے محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سائے میں خیمہ زن ہوتے چلے گئے اور انعمت علیھم کے مورد ہوئے۔

## ادب صوفیہ کی ترویج واشاعت

نظم ہو یا نثر ہر زبان میں صوفیہ کی تصنیفات مقالات، ملفوظات اور رسائل حد شمار سے باہر ہیں۔ انہوں نے ہر موضوع کے حقائق اور فرع کو بڑے دلنشین انداز میں اور شرح صدر کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ سلسلہ بارہ سو سال گزر جانے کے باوجود کمیت کے اعتبار سے نہیں تو کیفیت کے اعتبار سے بدستور جاری ہے۔ قلوب کا معاملہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ صوفیہ کی تصنیفات اور ان کے ملفوظات کے مطالعہ نے ہزارہا انسانوں کو رذائل سے مجتنب ہونے اور فضائل سے بہرہ ور ہونے کی ترغیب دلائی۔ یہ فوائد تو حقیقی ہیں اور یہی مطلوب ہیں لیکن خود ان زبانوں کے ادب میں جن میں صوفیاء نے اپنی تخلیقات پیش کیں جو بیش بہا اضافہ ہوا اس کا اندازہ کرنا آسان نہیں۔ فارسی زبان وادب کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ فارسی نظم ونثر میں جو زیبائی، رعنائی، دلنشینی اور جاذبیت اپنے نقطہ عروج کو پہنچی اس میں صوفیا کے صوفیا کے "خیال حسن میں حسن عمل کا سا خیال" کی کارفرمائی ہے۔ صوفیہ نے اپنی تصانیف نظم ونثر میں اسی حقیقت کو پیش

باقی صفحہ نمبر ۱۵ پر

# چہل مقام صوفیہ

رستم علی انجم

## مجاہدہ

مجاہدہ چہل مقام صوفیہ میں سے پانچواں مقام ہے۔

## معنی

لغت کے اعتبار سے ریاضت، نفس کشی، جانفشانی اور کافروں سے لڑنے کا نام مجاہدہ ہے۔ جبکہ شرعی اصطلاح میں مجاہدہ سے مراد خواہشات نفسانی اور دنیا کے آرزوؤں کے خلاف برسرپیکار رہنے کی عملی صورت ہے۔

## اقسام جہاد

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ خیبر سے واپسی کے دوران ارشاد فرمایا رجعنا من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر یعنی ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹ آئے۔ پس جہاد کی دو قسمیں متحقق ہوئیں، جہاد اصغر اور جہاد اکبر

## ۱۔ جہاد اصغر

عصر حاضر میں جہاد فی سبیل اللہ کی حقیقت کو سمجھنا بہت دشوار ہو گیا ہے کیونکہ ہم میں سے اکثر نے جہاد کی اس صورت کو عملاً دیکھا ہی نہیں ہے پس جب کوئی مسلمان آیت قرآنی یاایها النبی جاهد الکفار و المنافقین و اغلظ علیهم و ماء واهم جهنم و بئس المصیر۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کیجئے اور ان کے خلاف سخت رویہ اختیار کیجئے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے" یا اس نوع کی دیگر آیات کریمہ کی تلاوت کرتا ہے تو چشم تصور سے یہی دیکھتا ہے کہ جذبہ جہاد سے سرشار مذہبی دیوانے ننگی تلواریں لے کر خونخوار آنکھوں کے ساتھ اپنے گھروں سے نکلتے ہیں اور جہاں کوئی کافر اور منافق نظر آئے اسے پکڑ کر یہ کہتے ہیں کہ پڑھو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ورنہ گردن اڑا دی جائے گی۔

حالانکہ اصل صورت حال ایسی نہیں ہے بلکہ جہاد اسلامی کا فریضہ ایک منظم طریقے اور اصول و دستور کے تحت انجام پاتا ہے۔ جہاد اصغر کی مزید تفصیل ہمارے زیر بحث موضوع سے فی الوقت خارج ہے۔

## ۲۔ جہاد اکبر

جہاد بالنفس کو جہاد اکبر کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے والذین جاهدوا فینالنهدینهم سبلنا۔ جو لوگ ہماری راہ میں جہاد (سعی و کوشش) کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنا راستہ دکھا دیں گے۔

## جہاد اکبر کے لئے قائد کے اوصاف

غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ نے اپنی معروف فقہی کتاب الفقہ الاحوط میں جہاد اکبر کی قیادت کرنے والے کے اوصاف یوں بیان فرمائے ہیں۔

۱۔ پرہیزگار ہو۔
۲۔ ریاضت کرنے والا ہو۔
۳۔ کشف والا ہو۔
۴۔ عالم ملکوت میں سیر کرنے والا ہو۔
۵۔ عالم جبروت میں پرواز کرنے والا ہو۔
۶۔ اللہ کی ذات میں فنا ہونے والا ہو۔
۷۔ اللہ کے تصور کے ساتھ باقی رہنے والا ہو۔

۸۔آداب طریقت کا عالم ہو۔
۹۔اربعین کے قوانین جاننے والا ہو۔
۱۰۔سالکین کی تربیت کرنے والا اور (راہ سلوک میں) پیش آنے والے واقعات کو خوب سمجھنے والا ہو۔
۱۱۔طالبان راہ حق کی تربیت کا کسی سے اجازت یافتہ ہو
۱۲۔اس کا سلسلہ بغیر انقطاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہو۔

اگر ایسا امام امی ہو، قریشی، ہاشمی یا علوی وغیرہ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کو نسبت باطنی حاصل ہے۔ وہ حکمت والے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلبی نہیں بلکہ قلبی اولاد ہے۔

## ارشاد امیرؑ

آدم الاولیا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد گرامی ہے من لا شیخ لہ فشیخہ الشیطان۔ (جہاد اکبر میں) جس کا کوئی استاد نہ ہو اس کا استاد شیطان ہوا کرتا ہے۔" غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کا فرمان ہے کہ جو کوئی مرشد کامل کی حضوری کے بغیر ریاضت و مجاہدہ کا ارتکاب کرے وہ آخر کار گمراہ ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ مندرجہ بالا صفات کے حامل قائدین نے جب مجاہدہ جبری سے راہ سری اختیار کی تو نتیجتاً منفی تصوف کو فروغ ملا۔ پس جعلی پیروں اور مفاد پرست فقیروں نے جنہیں سید العارفین نے زندیق کا نام دیا ہے، تصوف کو بری طرح پامال کیا نہ صرف وہ خود گمراہ ہوئے بلکہ بہت سے سادہ لوح افراد کو بھی راہ راست سے بھٹکا گئے۔

## راہ ہدایت

"کشف الحقائق" میں غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں۔ "اے عزیز، جب اللہ تعالیٰ جہاں والوں کو رشد و ہدایت سے بہرہ ور کرنا چاہتا ہے تو صاحب وقت مرشد کامل کو فنا فی اللہ کے بعد بقا باللہ کا مرتبہ عطا کرتا ہے اور تائید ایزدی سے طالبان حق کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ پھر ہر ایک اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق اس مرشد کامل کی ولایت کے چراغ سے نور حاصل کرتا ہے۔ اس طرح (ان طالبان حق میں سے) کچھ نوردان، کچھ نوربین، اور کچھ نوربخش بن جاتے ہیں۔"

## سید الکونین سے محبت کی کسوٹی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ فرما کر یہ واضح فرمادیا ہے کہ اگر کسی انسان کو اللہ کی خوشنودی مطلوب ہو تو اس کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع ضروری ہے۔

اسی لئے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کی خواہشات ان تعلیمات کی تابع نہ ہو جائیں جو میں لے کر آیا ہوں۔

ان تعلیمات میں سے ایک فخریہ تعلیم یہ تھی ان لی حرفتین من احبھما فقد احبنی و من ابغضھما فقد ابغضنی الفقر و الجھاد یعنی الاکبر و الاصغر تحقیق میرے دو فن ہیں جو ان سے محبت رکھے گویا وہ میرے ساتھ محبت رکھتا ہے اور جو ان دونوں سے عداوت کرے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے ان میں سے ایک فن فقر حقیقی ہے اور دوسرا جہاد ہے یعنی جہاد اکبر اور جہاد اصغر۔

سبحان اللہ جہاد اکبر کی مخالفت گویا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور دشمنی ہے جو شخص جہاد اکبر کا مخالف ہوگا وہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہوگا اور ابلیس لعین کا ساتھی اور فرمان بردار ہوگا۔

بارگاہ خداوندی میں دعا ہے کہ اے مجیب الدعوات ہم میں سے ہر ایک کو جہاد اکبر حصہ لینے کی اور اس جہاد میں شریک اہل ایمان کے ساتھ تعاون کرنے اور ان سے محبت رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

قسط نمبر ۲

# شیخ نجم الدین کبریٰ

غلام حسن نور بخش ایم۔ اے

## زمانہ طالبعلمی

ایام جوانی میں حدیث کی سماعت کے لئے آپ خوارزم سے ہمدان گئے اور وہاں روایت حدیث کی اجازت حاصل کی۔

پھر دنیا کی آلائشوں سے قطع تعلق کر لیا اور ایک مرشد کی تلاش شروع کی۔ اس تلاش کے سفر میں خواستان چلے گئے، جہاں شیخ اسماعیل قصیری سے ملاقات ہوئی۔ یہاں آپ بیمار پڑے اور شیخ کی توجہ سے صحت یاب ہو کر انہی کے مرید بن گئے۔ کچھ عرصہ بعد سوچا کہ علوم ظاہری میں تو شیخ اسماعیل سے فائق ہوں اور علوم ظاہری بھی کافی حاصل کر چکا ہوں اس لئے اب مجھے یہاں سے جانا چاہئے۔ اس بات سے شیخ آگاہ ہوئے اور آ کر فرمایا کہ انھو اور شیخ عمار یاسر کے پاس جاؤ۔ چنانچہ آپ شیخ عمار یاسر کے پاس گئے اور ایک عرصہ ان کے پاس رہے۔ پھر ایک دن وہی بات ان کے دل میں آئی چنانچہ شیخ عمار یاسر نے آپ کو مصر میں روز بہان کے پاس بھیج دیا۔ مصر پہنچے تو شیخ خانقاہ کے باہر وضو کر رہے تھے وضو کا پانی تھوڑا تھا۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ شاید شیخ نہیں جانتے کہ اتنے تھوڑے پانی سے وضو نہیں ہوتا۔ شیخ جب فارغ ہوئے تو دونوں ہاتھوں پر موجود پانی کو آپ کے منہ پر جھاڑ دیا اور چھینٹے آپ کو لگ گئے۔ آپ بیخود ہو کر ان کے ساتھ خانقاہ کے اندر چلے گئے۔ شیخ نماز میں مصروف ہوئے لیکن آپ کھڑے ہی رہے اور آپ پر غیبت طاری ہوئی دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور لوگوں کو پکڑ پکڑ کر آگ میں ڈالا جا رہا ہے اور شیخ روز بہان ایک پشتے پر بیٹھے ان لوگوں کو نکال رہے ہیں جو ان کے عقیدت مند ہیں۔ نجم الدین کبریٰ فرماتے ہیں کہ اچانک شیخ نے مجھے پکڑ لیا اور آگ میں ڈالنے لگے۔ میں نے کہا کہ میں بھی ان سے متعلق ہوں تو چھوڑ دیا اور میں ان کے قدموں میں گرا انہوں نے میری گدی پر زور کا ہاتھ مارا اور کہا کہ اس کے بعد کسی اور کا انکار نہ کرنا۔ جب میں ہوش میں آیا تو شیخ کو نماز سے فارغ پایا۔ میں ان کے پاس گیا۔ شیخ نے پھر ایک تھپڑ مجھے رسید کیا اور انہی الفاظ کو دہرایا جو میں نے غیبت کے عالم میں ان کے منہ سے سنے تھے۔ پھر شیخ عمار یاسر کے پاس واپس بھیج دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ جو بھی خام سونا ہو میرے پاس بھیج دیں میں خالص بنا کر بھیج دوں گا۔ یوں شیخ کی خدمت کرتے کرتے آپ درجہ کمال تک پہنچے اور بعد ازاں شیخ سے رخصت ہو کر خوارزم چلے گئے۔

نفحات الانس ص ۴۲۳

مجالس المومنین جلد دوم ص ۷۳

## ابتدائے سلوک

آپ شیخ محی الدین السنۃ امام کے شاگرد تھے اور تبریز میں شرح السنۃ پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن استاد کی خدمت میں ائمہ کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور وہ شرح السنۃ پڑھ رہے تھے کہ ایک درویش وہاں آیا جس کو دیکھتے ہی شیخ کی حالت غیر ہو گئی اور آپ بے قرار ہو گئے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ کہا گیا کہ یہ بابا فرج تبریزی ہیں اور مجذوبوں اور خدا کے محبوبوں میں سے ہیں آپ رات بھر بے قرار رہے۔ صبح استاد کی خدمت میں آئے اور شیخ بابا فرج کے پاس جانے کی التجا کی۔ چنانچہ شیخ بمعہ استاد اور ان کے شاگرد بابا فرج کی خدمت میں چلے گئے۔ خانقاہ کے دروازے پر بابا شاداں نامی ایک بزرگ دربانی کر رہے تھے۔ اندر جا کر انہوں نے اجازت طلب کی۔ شیخ نے کہلا بھیجا کہ اگر اس طرح آئیں جس طرح اللہ کے دربار میں جاتے ہیں تو چلے آئیں ورنہ نہیں۔ شیخ نے کہا کہ بابا کی نظر کام کر گئی ہے اور میں نے ان کی بات سمجھ لی ہے۔ یہ کہہ کر ہاتھ سینے پر رکھ دیا۔ استاد اور شاگرد حضرات نے بھی آپ کی موافقت کی۔ پھر سب بابا فرج کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک لحظہ کے بعد بابا کا حال متغیر ہو گیا اور ان کی صورت پر عظمت ظاہر ہو گئی۔ چہرہ آفتاب کی طرح چمک اٹھا اور جو کپڑے پہنے ہوئے تھے وہ پھٹ گئے۔ جب ہوش،

آیا تو اٹھ بیٹھے اور جو کپڑے پھٹ گئے تھے وہ مجھے پہنا دیئے اور کہا کہ تمہارا یہ وقت دفتر (کتابیں) پڑھنے کا نہیں بلکہ سر دفتر بننے کا ہے میرا حال بدل گیا اور میرا باطن غیر حق سے بالکل منقطع ہو گیا۔ جب ہم وہاں سے نکلے تو استاد نے کہا کہ شرح السنۃ تھوڑی سی باقی ہے دو تین دن میں ختم کر لو پھر تمہارا اختیار ہے جب پڑھنے گئے تو بابا فرج کو وہیں پایا۔ انہوں نے کہا کہ کل تم علم الیقین سے ہزار منزل آگے بڑھ گئے تھے۔ آج پھر علم پر آئے ہو۔ فرماتے ہیں کہ میں نے درس چھوڑ دیا اور خلوت کی ریاضت میں مشغول ہو گیا۔ علم لدنی اور واردات غیبی معلوم ہونے لگے۔ میں نے کہا کہ افسوس ہو اگر یہ سب بعد میں بھول جائیں چنانچہ میں نے لکھنا شروع کیا۔ بابا فرج کو دروازے سے اندر آتے دیکھا اور کہا کہ شیطان تجھ کو پریشان کرتا ہے ان باتوں کو مت لکھ۔ میں نے قلم دوات توڑ دیئے اور دل کو سب چیزوں سے خالی کر لیا۔

نفحات الانس ص ۴۲۰

بابا فرج تبریزی سے ملاقات کے بعد آپ نے کتابیں پڑھنا موقوف کر دیا اور پوری یکسوئی اور محنت کے ساتھ روحانی تربیت حاصل کرنے لگے۔ اس دوران آپ نے مختلف بزرگوں اور مشائخ طریقت سے ملاقات کی اور ان سے فیوض و برکات حاصل کئے۔

## روحانی تربیت کی سرگذشت

دزفول میں آپ ایک عرصہ مریض رہے۔ شیخ اسماعیل کے ہاں روز محفل سماع ہوتی تھی، جس سے شیخ نجم الدین کی تکلیف دوچند ہو جاتی تھی۔ ایک رات محفل سماع عروج پر تھی شیخ اسماعیل آئے اور آپ کو اٹھا کر محفل سماع میں لے گئے۔ شیخ نجم الدین کو ادھر ادھر گھماتے رہے۔ جب کافی تھک گئے تو دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد جب وجد و رقص کی یہ محفل ٹھنڈی پڑ گئی تو نجم الدین تندرست ہو گئے تھے۔ اگلے دن آپ شیخ سے بیعت ہوئے اور ان کے پاس رہ کر مجاہدہ و ریاضت کرتے رہے۔ چونکہ آپ اپنے وقت کے بڑے عالم تھے اور اب شیخ اسماعیل کی صحبت سے علم باطن میں سے بھی کافی حصہ ملا، ایک دن یہ خیال دل میں آگیا کہ اب شیخ اسماعیل کے مقابلے میں میرا علم زیادہ ہو گیا ہے۔ پس اگلے دن شیخ نے یہ کہہ کر رخصت کر دیا کہ تمہیں اب شیخ عمار یاسر کے پاس جانا چاہئے۔ آپ وہاں پہنچے اور ایک مدت تک جد و جہد کرتے رہے۔ یہاں سے آپ کی مصر روانگی اور شیخ روزبہان کی خدمت میں حاضری کا واقعہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ شیخ روزبہان کے پاس سے آپ شیخ عمار یاسر کی خدمت میں واپس آئے اور مختلف ریاضات بجا لاتے رہے۔ پھر شیخ نے حکم دیا کہ خوارزم جاؤ اور لوگوں کو راستہ دکھاؤ۔ چنانچہ آپ خوارزم چلے گئے۔

چہل مجالس ص ۸۳

## قلبی کشمکش

راہ سلوک میں آپ کی کشمکش قلبی کا اندازہ درج ذیل واقعات سے ہو سکتا ہے۔

آپ خوارزم سے بسطام چلے گئے اور وہاں شیخ احمد سے ملے لیکن جلد ہی ان کا دل سرد ہو گیا۔ وہاں سے تہران میں شیخ حسن جامی کے پاس گئے۔ وہاں بھی ان کی تشفی نہ ہو سکی۔ اس طرح کے بعد دیگرے نجم الدین کبریٰ جیسے پیران طریقت کے پاس پہنچے لیکن پھر بھی ان کی تشفی نہ ہو سکی۔

مقدمہ اقرب الطرق ص ۲۳

نیشاپور میں معروف استاذ الحدیث عبدالمنعم الفراوی نیشاپوری کے پاس گئے۔ تھوڑی مدت وہاں علم حدیث سیکھتے رہے۔ لیکن جلد ہی وہاں سے بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

مقدمہ اقرب الطرق ص ۲۴

پھر ہمدان چلے گئے۔ وہاں حسن بن احمد عطار ہمدانی سے فقہ و اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ابو الفضل محمد بن سلیمان ہمدانی سے رسالہ قشیریہ پڑھا اور وہاں سے بھی چلتے بنے۔

ایضاً ص ۲۴

ہمدان سے بغداد پہنچے۔ وہاں شیخ ابراہیم کی خانقاہ میں ٹھہر گئے سات سال تک ان کے بچے کی مانند شیخ کی خدمت کرتے رہے۔ شیخ نے آپ کو نجم الدین کا لقب عطا کیا۔

ایضاً ص ۲۵

(جاری ہے)

# امام غزالی نیک بختی اور یقین کی راہ میں

محمد بشیر بائر سیکنڈری سکول خپلو

امام غزالی فرماتے ہیں کہ مجھ پر یہ انکشاف ہوا کہ آخرت کی سعادت کے حصول کے لئے پرہیزگاری کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اور یہ دل کو خواہشات سے پاک رکھنا ہے اور اس سلسلے میں سرفہرست دل کو دنیا کے تعلقات سے توڑنا اور اس دھوکہ کے گھر سے علیحدگی اختیار کرنا، دائمی ٹھکانے کی طرف متوجہ ہونا پختہ اور حقیقی ارادے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہونا ہے اور یہ کام اس وقت تک پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا جب تک دنیوی خواہشات ، شان و شوکت ، مال و دولت ، دنیوی مصروفیات اور تعلقات سے منہ نہ موڑا جائے۔

میں نے جب اپنے حالات کا جائزہ لیا تو میں اس وقت دنیوی تعلقات میں غرق تھا اور ہر طرف سے گھر چکا تھا۔ میں ایسے علوم کی طرف متوجہ تھا جو آخرت کی راہ میں فائدہ مند نہ تھے۔ پھر میں نے تدریس و تعلیم کے سلسلے میں اپنی نیت پر غور کیا تو محسوس ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی حصول رضا کے لئے خالص نہیں، بلکہ اس کا سبب اور محرک شان و شوکت کی تلاش ہے اور مجھے یقین ہو گیا کہ میں ٹوٹے ہوئے ساحل اور آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑا ہوں۔ اگرچہ میں اصلاح احوال کی طرف متوجہ نہ ہوا اور ایک عرصہ تک اس بارے میں سوچتا رہا اور اس کے بعد میں مقام اختیار میں تھا کہ میں حصول دنیا میں مشغول رہوں یا اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی حاصل ہونے کی راہ اختیار کروں۔ پس ایک دن میں نے بغداد سے نکلنے اور ان حالات سے جدائی کا پختہ ارادہ کر لیا اور دوسرے دن اس ارادے کو ختم کر لیا اور اس راہ میں ایک قدم آگے بڑھایا تو دوسرا قدم پیچھے ہٹا لیا۔ طلب آخرت کی رغبت ابھی تک دل میں ایک بار صف آراء نہ ہوئی تھی کہ خواہشات نفسانی کے لشکر نے اس پر شدید حملہ کر کے شام تک اسے برباد کر دیا۔ دنیوی خواہشات کی زنجیروں نے اپنی جگہ جکڑنا شروع کر دیا۔ جبکہ ایمان کا آوازہ لگانے والا آواز لگا رہا تھا۔ کوچ، کوچ، عمر بہت کم باقی ہے اور تمہیں ایک طویل سفر کرنا ہے۔ یہ سفر بہت کٹھن ہے اور زادِ راہ کم اور جس علم و عمل تم محو و مگن ہو وہ محض دکھاوا اور خیال ہے۔ آخرت کے سفر کے لئے تم اب ہوشیار نہ ہوئے تو پھر کب ہوشیار ہو گے؟ اور ان باطل رشتوں کو اب نہ توڑو تو پھر کب ختم کرو گے؟ پس اس کے بعد مقصد نے برانگیختہ کیا اور بھاگنے کا اور فرار کا پختہ ارادہ کر لیا۔ مگر پھر شیطان لوٹا دیتا تھا اور کہتا تھا یہ حالت عارضی ہے اور تو خود کو اس کی موافقت سے بچا کیونکہ یہ جلد ختم ہونے والی ہے۔ اگر تو اس پر کاربند ہو گیا اور تو نے اتنا بلند مرتبہ جو میل کچیل سے مبرا اور مسلم اور دشمنوں کے تنازعات سے صاف ہے، چھوڑ کیسے سکتا ہے؟ پس میں چھ ماہ تک انہی دنیوی خواہشات کی طرف راغب کرنے والی اور آخرت کی طرف بلانے والی چیزوں کے درمیان کشمکش میں رہا۔

۴۸۸ھ رجب کا مہینہ تھا کہ معاملہ اختیار کی حد سے تجاوز کر کے اضطرار کی طرف بڑھ گیا اور میری زبان پر قفل لگ گیا۔ حتیٰ کہ میں پڑھانے سے علیحدہ ہو گیا۔ میں کوشش کرتا تھا کہ لوگوں کے دل کی تسکین کے لئے پڑھایا کروں جبکہ میری زبان ایک کلمہ بھی بول نہ سکتی تھی اور نہ صلاحیت تھی۔ پھر اسی زبان بندی کے طفیل مجھے غم اور درد دل سے نوازا گیا اور ساتھ ساتھ قوت ہضم اور کھانے پینے کی چاہت بھی جواب دے گئی۔ پھر نہ ایک گھونٹ پی سکتا تھا اور نہ ایک لقمہ ہضم کر سکتا تھا اور جسمانی کمزوری حد سے بڑھ گئی یہاں تک کہ مسیحا علاج سے مایوس ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جو دل سے شروع ہوا اور دماغ تک جا پہنچا اور اس کے علاج کا کوئی اور طریقہ نہیں سوائے اس کے کہ گہرے غم سے بے پناہ خوشی میسر آئے۔ پھر میں نے جب اپنی کمتری کو محسوس کیا اور میرے تمام اختیارات ختم ہو گئے تو میں اللہ تعالیٰ سے التجا کی۔ ایسے مجبور کی التجا جس کا کوئی سہارا نہ ہو یعنی دل کی گہرائی سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا جواب دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اس طرح میرے دل کو سکون حاصل ہو گیا اور میرے دل کے لئے شان و شوکت اور مال و دولت، اولاد اور دوستوں سے پہلو تہی آسان ہو گئی اور میں نے مکہ کی طرف سفر کا عزم کر لیا۔ جبکہ میرے دل میں شام کی طرف سفر کا عزم پوشیدہ تھا اس خوف سے کہ کہیں میرے قیام شام کے ارادے کے بارے میں خلیفہ اور دوستوں کو علم نہ ہو جائے پس میں نے بغداد سے نکلنے کے عجیب و غریب بہانے بنائے اور ارادہ کر لیا کہ یہاں کبھی بھی لوٹ کر نہ آؤں گا اور میں اہل عراق کی ملامت کا نشانہ بن گیا کیونکہ ان میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو یہ اندازہ یا جواز پیش کرتا کہ اس ترک مطلق کی کوئی دینی وجہ ہے جبکہ انہوں نے گمان کیا کہ اس کی وجہ کوئی بڑا منصب دینی ہے اور ان کے علم کی انتہا یہی تھی پھر لوگ نتائج اخذ کرنے پر مجبور ہو گئے اور سوچنے لگے کہ عراق سے دوری کا باعث حکمرانوں کا خوف ہے لیکن جب حکمرانوں کو مجھ سے نیاز مند اور میری ان سے بے نیازی اور پہلو تہی کو دیکھا تو لوگوں کو اپنے الفاظ واپس لینے پڑے اور وہ کہنے لگے کہ یہ کوئی آسمانی معاملہ ہے۔

پس میں نے بغداد کو خیرباد کہا اور اپنے پاس موجود مال و اسباب کو چھوڑ دیا اور گھر والوں کی ضرورتیں اور بچوں کے کھانے کے مطابق رکھا۔ پھر میں شام میں داخل ہوا اور وہاں دو سال تک مقیم رہا۔ وہاں پر تزکیہ نفس کے لئے گوشہ نشینی، تنہائی، عبادت اور ریاضت کے سوا کوئی شغل نہ تھا۔ جیسا کہ میں نے علم تصوف میں سیکھا تھا میں ایک عرصہ تک دمشق کی جامع مسجد میں معتکف رہا۔ دن اور رات اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتا اور خواہشات کا دروازہ بند کر لیا۔ پھر میں نے فریضہ حج کی ادائیگی مکہ اور مدینہ کی برکتوں کو سمیٹنے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا ارادہ کر لیا۔ حضرت ابراہیمؑ کی زیارت سے فراغت کے بعد میں حجاز کی طرف چل پڑا۔ پھر مجھے غم اور بچوں کی پکار نے وطن کی طرف کھینچا اور میں لوٹ آیا۔ اس کے بعد میں لوگوں سے قریب ہونے کی بجائے ان سے دور رہا۔ ان سے دور اور گوشہ نشین رہنے کو میں نے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے اور دل کی صفائی کی خاطر ترجیح دی۔ تاہم حوادث زمانہ اور خاندان کے معاملات اور معاشی ضروریات نے میرے مقصد میں تبدیلی پیدا کر دی اور خلوت کا مزہ جاتا رہا اور میرے احوال بہتر نہ ہوئے۔ پھر بھی میں مختلف اوقات میں بدستور کوشاں رہا اور امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ دنیا کے رشتے مجھے گوشہ نشینی اور خلوت سے کھینچ لاتے اور میں واپس چلا جاتا۔ اور میں اس صورت حال سے دس سال تک دوچار رہا اور اس دوران مجھ پر ایسے معاملات و اسرار و رموز منکشف ہوئے جن کا شمار اور احاطہ ممکن نہیں۔

پس میں نے پورے یقین سے جان لیا کہ صرف صوفیا ہی اللہ کے راستے پر چلنے والے ہیں اور ان کی زندگی بہترین زندگی ہے اور ان کا راستہ سب سے سیدھا راستہ ہے اور ان کے اخلاق سب سے پاکیزہ اخلاق ہیں۔ اگرچہ تمام عقلمندوں کی عقلیں جمع کر لی جائیں اور داناؤں کی دانائی کو اکٹھا کر لیا جائے اور شریعت کے علماء کے علم کو ذخیرہ کر لیا جائے تاکہ وہ ان کی سیرت و اخلاق کو کسی ایسی چیز سے تبدیل کر دیں تو انہیں کوئی راہ سجھائی نہ دے گی۔ پس بے شک ان کی تمام حرکات و سکنات ان کا ظاہر و باطن چراغ نبوت سے روشن ہے اور نور نبوت ایسا نور ہے جس سے بڑھ کر کرہ ارض پر کوئی ایسا نور نہیں جس سے روشنی حاصل کی جا سکے۔

**بقیہ — تصوف**

نظر رکھا ہے کہ بندے ہر حال میں اپنے رب کے احسان مند رہیں اور ان کے دل میں ہر ساعت اس کی ذات مقدس کے استحضار کا احساس رہے نیز دنیا کے مقابلے میں آخرت کی بھلائی اور بہتری کے خیال سے غفلت اختیار نہ کی جائے۔ صوفیہ نے زمین شعر میں حقائق و معارف کی تخم پاشی کی اور اخلاص کے پانی سے ان کے نہالان تازہ کو سینچا تاآنکہ آنے والی صدیوں میں چمن شعر میں ثبات و قیام کی بہاروں نے ڈیرے ڈال دیئے۔ صوفیہ نے شعر و غزل کو اس درجہ کمال تک پہنچایا کہ شخص و عکس کی دوئی فنا ہو گئی اور صبغۃ اللہ نے شعر اور شاعر کو اپنی ردائے یک رنگی میں لے لیا۔ دنیائے شعر میں تصوف اور صوفیہ نے کامل طور پر اثر و نفوذ حاصل کیا اور اس مملکت میں ان کی فرمانروائی مسلم قرار دی گئی۔ کیونکہ نہ ہو کہ ان کے شعر اور نثر کا سرچشمہ اس ہستی کا کلام تھا جس کے بارے میں شاعر نے فرمایا ہے کہ

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(گزشتہ سے پیوستہ)

# فضائل اہل بیت

مولانا شکور علی انور

## اہل بیت کی تخصیص اہلیت کی بنیاد پر

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مطہر سے السلمان منا اھل البیت کا اظہار اہلیت کی بنا پر، اخلاص، محبت اور گراں قدر ایمانی جذبوں اور ولولوں کی بدولت اور ریاضت و نفس کشی، اور عبادت و عمل کی کاوشوں کے باعث تھا کیونکہ یہ کوئی معمولی کلمات نہیں کہ یونہی سلمان کی دل نوازی کی خاطر فرمایا جائے کہ سلمان میری اہل بیت سے ہے۔ چنانچہ شیخ اکبر محدث اعظم حضرت محی الدین ابن عربی قدس سرہ نے فتوحات مکیہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس حدیث سے عصمت سلیمان پر استدلال کیا ہے۔ یعنی اس حدیث شریف کی روشنی میں حضرت سلیمان فارسیؓ معصوم ہیں۔

(فتوحات مکیہ اردو ص ۱۳۴)

ڈاکٹر محمد ریاض مرحوم نے علامہ کاشانی کے تحفۃ الاخوان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ تصوف کے سلسلہ فتوت میں حضرت سلمان فارسی اور حذیفہ یمانی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جانشین شمار کیا جاتا ہے۔

(مقدمہ رسالہ فتوت امیر کبیر احوال و آثار امیر کبیر ص ۲۹۳)

معلوم ہوا کہ حضرت سلمان فارسیؓ حضرت علی علیہ السلام سے چلنے والے سلسلہ تصوف میں منصب خلافت پر بھی فائز تھے۔

حضرت سلمان فارسی کو یہ مقام بلند اور سرافرازی فقط اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ سے معنوی عشق اور محبت کے نتیجے میں عطا ہوئی ورنہ اگر صرف حسب و نسب معیار عزو شرف ہوتے تو قابیل کو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کا کیا فائدہ پہنچا؟ اور کنعان حضرت نوح علیہ السلام کی صلبی اولاد ہونے کے باوجود انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح کے تیر سے نشانہ کیوں بنایا گیا؟

حاجی تفسیروانی بستان السیاحہ میں لکھتے ہیں کہ زید ابن امام حسنؑ، علی ابن امام اسماعیلؑ، و جعفر بن امام علی نقی سب امام زادے تھے لیکن ائمہ کے ساتھ جتنی شقاوت انہوں نے اختیار کی کسی اور بدبخت نے نہیں کی۔

(بستان السیاحہ ص ۵۲۳)

مندرجہ بالا مضمون کو کسی شاعر نے کیا خوب نظم کیا ہے

کانت مودۃ سلمان بہ نسباً
و لم یکن بین نوح و ابنہ رحماً

سلمان کی مودت نسب بن گئی اور جناب نوح اور ان کے بیٹے کے درمیان رحم و نسب ختم ہو گیا۔

اسی مطلب و معنی کو معلم اخلاق حضرت شیخ سعدی شیرازی نے گلستان سعدی کے باب سیرت بادشاہان میں یوں بیان فرمایا ہے۔

پسر نوح با بداں بنشست
خاندان نبوتش گم شد

حضرت نوح کا بیٹا برے لوگوں کی صحبت میں رہ کر خاندان نبوت کے ساتھ نسبت سے ہاتھ دھو بیٹھا اور اصحاب کہف کے کتے نے چند دن نیک لوگوں کی رفاقت کا شرف پایا تو وہ فضیلت یافتہ ہو گیا۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آیا ہے الجنۃ للمطیعین و ان کان عبداً حبشیاً و النار للعاصین و لو کان سیداً قریشیاً جنت اطاعت گزاروں کے لئے ہے اگرچہ وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو اور دوزخ گناہگاروں کے لئے ہے اگرچہ وہ قریشی سید ہی کیوں نہ ہو۔

(کنز الاعمال ص ۳۷، بستان السیاحہ ص ۵۲۳ نور المومنین ص ۲۲۸

(جاری ہے)

# مریمؑ و زہراؑ

محمد حسن نوری ابو طبی

حضرت مریم صدیقہؑ اور حضرت فاطمۃ الزہراؑ میں کون افضل ہے؟ یہ سوال خاصا غور طلب ہے۔ بعض اصحاب کے نزدیک حضرت مریمؑ افضل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں فرمایا ہے وامہ صدیقۃ اور ان (حضرت عیسیٰؑ کی ماں صدیقہ ہے) نیز فرمایا واصطفٰک علی نساء العلمین (اے مریم ہم نے تجھے سارے جہاں کی عورتوں سے برگزیدہ بنایا۔

موخر الذکر آیت کریمہ کی تشریح میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ نساء العلمین سے مراد اس زمانے کی عورتیں ہیں جیسا کہ بنی اسرائیل کے متعلق فرمایا گیا و انی فضلتکم علی العلمین۔ لہذا جس طرح بنی اسرائیل کو اس دور اور زمانے کی باقی قوموں پر فضیلت دی گئی تھی اسی طرح حضرت مریمؑ کو بھی ان کے زمانے کی سب عورتوں پر فوقیت دی گئی لیکن اس فضیلت کا اطلاق بعد کے زمانوں پر نہیں ہوتا۔

مندرجہ بالا توجیہہ کی مزید وضاحت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی سے بھی ہوتی ہے۔ آپؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا تلک سیدۃ النساء عالمھا و انت سیدۃ النساء عالمک وہ (حضرت مریمؑ) اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں اور تم اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہو

فضیلت اور برتری کی اس بحث کو حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم نے نہایت خوبصورتی سے سمیٹا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز
از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز

نور چشم رحمۃ للعالمین
آں امام اولین و آخرین

بانوئے آں تاجدار ہل اتیٰ
مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا

مادر آں مرکز پرکار عشق
مادر آں قافلہ سالار عشق

حضرت مریمؑ صرف ایک نسبت یعنی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہونے کی وجہ سے افضل ہیں اور حضرت فاطمہ زہراؑ تین نسبتوں سے افضل ہیں۔

پہلی نسبت یہ ہے کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو امام اولین و آخرین ہیں، نور چشم ہیں۔

دوسری نسبت یہ کہ وہ تاجدار ہل اتیٰ مرتضیٰ شیر خدا کی زوجہ ہیں۔

تیسری نسبت یہ کہ وہ مرکز پرکار عشق اور قافلہ سالار عشق یعنی امام حسین علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔

---

## عید مبارک

تمام قارئین نوائے صوفیہ اور اہل صوفیہ نوربخشیہ کو اراکین ادارہ نوائے صوفیہ کی طرف سے عید سعید کی خوشیاں مبارک ہوں۔

ادارہ

(گزشتہ سے پیوستہ)
قسط نمبر ۲

# حضرت شاہ ہمدان اور کشمیر

ڈاکٹر بدرالدین بٹ کوئیل پلوامہ کشمیر انڈیا

پروفیسر رفیق نے اس افسانے کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کبرویہ سلسلہ کے صوفیاء مسلم ممالک میں دور دور تک جاتے تھے ۔ خاص طور پر علاؤالدین سمنانی کے پیروکاروں نے اسلامی تبلیغی سرگرمیوں میں زبردست دلچسپی اور سرگرمی دکھائی ۔ صرف سید علی ہمدانی اور ان کے رفقاء ہی نے ایران کو نہیں چھوڑا خانقاہ سمنانیہ کے فیض یافتہ دوسرے صوفیاء جنوبی ھند کے شہر گلبرگہ تک پہنچ گئے ۔ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی (م ۱۴۰۵ء) جو کچھ دیر تک سید علی ہمدانی کے بھی ہم رکاب تھے ، لکھنؤ کے نزدیک شہر فیض آباد کے گاؤں کوچہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے ۔ اس بات کی وافر شہادت دستیاب ہے کہ تیمور سادات کا مخالف نہیں تھا اور اس بات پر یقین نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے سید علی ہمدانی اور ان کے ساتھیوں کو کشمیر جانے پر مجبور کیا ہو ۔ اصل میں کشمیر میں نئی نئی مسلم حکومت قائم ہوئی تھی اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے مناسب حالات پیدا ہو گئے تھے اس لئے سید علی ہمدانی نے کشمیر کا رخ کیا ہوگا ۔ مزید براں سید علی ہمدانی اکیلے کشمیر نہیں گئے تھے ، ان کے ساتھ لوگوں کی ایک بڑی تعداد بھی تھی ، جن میں سے سب علوی سادات بھی نہیں تھے ۔ علاوہ ازیں سید علی ہمدانی نے برسوں پہلے سید تاج الدین اور سید حسین کو کشمیر کے حالات سے جانکاری حاصل کرنے کے لئے کشمیر بھیجا تھا

پروفیسر رفیق کے ان خیالات کی تائید تیمور کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو ملفوظات تیموری میں موجود ہے ۔ چنانچہ تیمور لکھتا ہے "میں نے حکم دیا کہ تمام اہم واقع پر سادات اور اہل علم میرے دائیں طرف بیٹھے ہوئے ہونے چاہئیں ۔ میں نے اس بات کا بھی خیال رکھا کہ سادات کی کبھی بھی توہین نہ کی جائے اور نہ ان کو برا بھلا کہا جائے اور میں نے ان کے مقید کرنے اور قتل کرنے سے منع کیا ۔" ظفر نامہ کے ان ابیات سے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے ۔

ندیدی کس از خویش و کس اجنبی
گرامی تو از اہل بیت نبیؐ

بجان معتقد بود سادات را
ھمان اھل تقویٰ و طاعات را

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شاہ ہمدان کے ذریعہ کشمیر کی تقدیر بدل دینا چاہی جو انہوں نے پلٹ کے رکھ دی ۔ قدیم تذکروں کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کشمیر کے سفر پر شاہ ہمدان ایک غیبی اشارہ پر روانہ ہوئے تھے ۔ ملا حیدر بدخشی نے منقبۃ الجواہر میں قوام الدین بدخشی اور خواجہ اسحاق ختلانی سے روایت کی ہے کہ "جناب سیادت رو بقبلہ بیٹھے تھے کہ سرور کائنات و فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہوئے ۔ فرمایا "میرے بیٹے کشمیر جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو مسلمان بناؤ ۔ اگرچہ وہاں کچھ لوگ شرف اسلام سے مشرف ہوئے ہیں لیکن کافروں اور مشرکوں سے بدتر ہیں ۔ احکام اسلام نہیں جانتے اور کفر و اسلام میں امتیاز نہیں کرتے ۔" اس کے بعد جناب سیادت کشمیر روانہ ہوئے ۔ اس بیان سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ شاہ ہمدان تیمور کے خوف کی وجہ سے نہیں بلکہ ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت کشمیر میں وارد ہوئے تھے ۔

شاہ ہمدان کشمیر میں کب اور کتنی بار تشریف لائے اس بارے میں مؤرخین اور تذکرہ نگاروں کے درمیان خاصا اختلاف رائے پایا جاتا ہے ۔ شاہ ہمدان کے قریب العہد مؤرخ اور تذکرہ نگار ان کی ایک ہی سیاحت کشمیر کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ سیاحت سلطان قطب الدین (۱۳۷۳ء ۔ ۱۳۸۹ء) کے دور حکومت میں عمل میں آئی ہے ۔ مرزا حیدر نے تاریخ رشیدی میں کشمیر میں شاہ ہمدان کی ایک سیاحت کا ذکر کیا ہے ۔ ابوالفضل نے بھی آئین اکبری میں ایک ہی سیاحت کا ذکر کیا ہے ۔

# صوفیہ نوربخشیہ ۔ ایک تعارف

مولانا محمد ابراہیم فیضی فاضل عربی، ایم ۔ اے پرنسپل مدرسہ شاہ ہمدان سکردو

یہ کلمہ دو الفاظ کا مرکب ہے جس کے ہر جزو کی الگ تشریح کی جانی چاہئیے ۔ ان دونوں کلمات میں جو حرف "یا" ہے وہ نسبتی ہے ۔ صوفی اور نوربخشی بمعنی فاعلیت کے ہیں یعنی صوف والا اور نور بخشنے والا۔

صوفیہ وہ طرز زندگی، رویہ و کردار اور طرز عمل ہے جسے صوفیائے کرام نے اختیار کیا ہے ۔ اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے مصنفین اور ناقدین نے اکثر افراط و تفریط سے کام لیا ہے ۔ حقیقت حال یہ ہے کہ جن اہل قلم حضرات نے اس موضوع پر لکھا ہے انہوں نے اپنی معلومات ان لوگوں سے حاصل کیں جو اس مسلک سے اگر بیر نہیں رکھتے تھے تو کم از کم لاتعلق ضرور تھے لیکن جن لوگوں نے حقیقت کا قریبی مشاہدہ اور مطالعہ کرنے کے بعد لکھا ہے (اس ضمن میں جرمن سکالر ڈاکٹر اینڈریز ریک کے حالیہ تحقیقی کام کی مثال دی جا سکتی ہے ) انہوں نے زیادہ متوازن رائے کا اظہار کیا ہے اور اس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ مسلک صوفیہ (نوربخشیہ) دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ وسیع النظر، وسیع القلب اور پرامن لوگوں کا مسلک اور مذہب ہے۔

صوفیہ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اہل تصوف کا مسلک ہے ۔ تصوف کی تشریح اور توضیح میں رسالہ ہذا میں بہت سے مضامین اور مقالات پہلے ہی چھپ کر خاص و عام تک پہنچ چکے ہیں اس لئے اس موضوع پر مزید لب کشائی کی حاجت نہیں ہے البتہ یہاں اس امر کا اظہار ضروری خیال کرتا ہوں کہ اہل صوفیہ بالعموم اور اہل صوفیہ نوربخشیہ بالخصوص اپنے آپ کو الگ مذہبی فرقہ نہیں سمجھتے ۔ ان لوگوں کا طریق حیات اہل تصوف کا طریق اور راستہ ضرور ہے لیکن یہ صرف اور صرف دین اسلام کے پیروکار ہونے پر فخر کرتے ہیں اور اپنا امتیازی نام "اسلام" ہی کو قرار دیتے ہیں ۔ وجہ یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل دین اور ضابطہ حیات ہے جس کی تکمیل کا اعلان اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں الیوم اکملت لکم دینکم ----- فرما کر آج سے چودہ سو سال قبل کر دیا ہے اب اس دین مکمل کے لئے اللہ تبارک و تعالیٰ کے تجویز کردہ نام "اسلام" کے علاوہ کسی اور نئے نام اور نسبت کی ضرورت نہیں ہے چنانچہ اہل صوفیہ آج بھی ہر صبح اوراد فتحیہ کا ورد کرتے ہوئے ببانگ دہل اس بات کا اعلان کرتے ہیں کہ رضینا باللہ تعالیٰ رباً و بالاسلام دیناً و بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیاً و رسولاً و بعلی اماماً و بالقرآن کتاباً و بالکعبۃ قبلۃ و بالصلواۃ فریضۃ و بالمؤمنین اخواناً یعنی ہم راضی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے پالنہار ہونے پر، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی اور رسول ہونے پر، علیؑ کے امام ہونے پر، قرآن کے کتاب ہونے پر، کعبہ کے قبلہ ہونے پر، نماز کی فرضیت پر اور تمام مؤمنین کے بھائی بھائی ہونے پر۔

پس مندرجہ بالا اعلان کو سننے والے ہر ذی علم اور ذی شعور کو اس حقیقت کا ادراک کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی کہ اہل صوفیہ نوربخشیہ کسی جدید مذہبی فرقے کے پیروکار اور نام لیوا نہیں بلکہ ان کے عقائد اور اعمال کا ماخذ و مصدر قرآن مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ قرآن و سنت کے بنیادی اصولوں پر اہل صوفیہ نہ کسی اضافے کو برداشت کرتے ہیں اور نہ کسی کمی کو ۔ اس کا واضح اظہار غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ نے ان اللہ امرنی ان ارفع الاختلاف من بین ھذہ الامۃ اولاً فی الفروع و ابین شریعۃ المحمدیۃ کما کانت فی زمانہ من غیر زیادۃ و نقصان و ثانیاً فی الاصول من بین الامم و کافۃ اہل العالم ۔ ------ اللہ پاک نے مجھے اس بات پر مامور کیا کہ میں پہلے پہل اس امت کے آپس میں موجود فروعی اختلاف کو دور کروں اور محمدی شریعت کو کسی قسم کی کمی یا اضافے کے بغیر اس طرح بیان کروں جس طرح سے یہ شریعت خود شارع علیہ الصلوٰۃ و

اسلام کے زمانے میں رائج تھی اور بار دیگر سب امتوں اور تمام دنیا والوں کے آپس میں موجود اصولی اختلاف کو دور کروں۔

غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے اس اعلان کے بعد مندرجہ بالا دعویٰ کی حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ اہل صوفیہ نوربخشیہ کے اصول و فروع دین کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید نے اصول ایمان کو بیان کرتے ہوئے واضح کیا ہے و من یکفر باللہ و ملٰئکۃ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر فقد ضل ضلالاً بعیداً جس نے انکار کیا اللہ کا اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور قیامت کے دن کا وہ یقیناً دور کی گمراہی میں جا پڑا۔ چنانچہ اہل صوفیہ نوربخشیہ نے اس قرآنی وارننگ پر لبیک کہتے ہوئے اپنے اصول دین یا کلمہ بنائے ایمان کا اعلان یوں کیا آمنت باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر۔

اب آیئے فروع دین کی جانب۔ نبی مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بنی الاسلام علی خمس شھادۃ ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ و اقام الصلواۃ و ایتاء الزکواۃ و صوم الرمضان و حج البیت من استطاع الیہ السبیلا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے لا الہ الا اللہ کی شہادت اور میری رسالت کی گواہی اور نماز قائم کرنا اور زکواۃ کی ادائیگی اور رمضان کے روزے رکھنا اور استطاعت کی صورت میں بیت اللہ کا حج کرنا۔ دیکھیے انہی پانچ بنیادی اصولوں کو مرکزی حیثیت دیتے ہوئے مسلک صوفیہ نوربخشیہ میں دوسرا کلمہ یعنی کلمہ بنائے اسلام کلمہ شہادتین، صلواۃ الخمس، صوم رمضان، زکواۃ المال اور حج البیت پر مشتمل ہے۔ (جاری ہے)

---

## مجموعہ شریعت محمدیہ

موخر کرے۔ بہر حال میں صرف بجاآوری شرعاً ضروری ہے۔

۴۔ از روئے شرع متین حالت اور نوعیت کی تبدیلی حکم میں بھی تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔ مثلاً آپ حالت حضر میں ہوں تو آپ کا حکم نمازوں کی بجاآوری بغیر قصر کے واجب ٹھہرتا ہے۔ اگر آپ حالت سفر میں ہوں تو مسافر بننے کی وجہ سے شرعی سفر کی مسافت پر آپ کا حکم نمازوں کی بجاآوری قصر کے طور پر بھی روا ٹھہرتا ہے۔ گویا حالت مقیم کا حکم اور تھا اور حالت مسافر کا حکم اور نمازوں کی بجاآوری قصر کے طور پر بھی روا ٹھہرتا ہے۔ گویا حالت مقیم کا حکم اور تھا اور حالت مسافر کا حکم اور ٹھہرا۔ اسی طرح سے صبح، مغرب اور عشا کی نمازیں جہری نمازیں کہلاتی ہیں ان نمازوں کی قرات میں مردوں کے لئے جہر سے قرات کرنا واجب ہے۔ جب کسی کی کوئی جہری نماز فوت ہو جائے تو گویا نماز کی نوعیت بدل گئی۔ حاضر وقتی نماز اب فوت شدہ نماز میں بدل گئی۔ چنانچہ نوعیت کی تبدیلی کا کرشمہ دیکھیے کہ جن جہری نمازوں کی قرات میں جہر کرنا واجب تھا، فوت شدہ نماز ہونے کی وجہ سے جہر کا وجوب ختم ہو گیا اور عدم جہر کا جواز بھی شرعاً مل گیا یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جہر کرنے کا وجوب متاثر ہوا ہے۔ عدم جہر کو صرف جواز کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ اولیٰ حکم فوت شدہ جہری نمازوں کی قرات میں بھی جہر کرنا ہے۔ "لاباس بہ" والے جز سے یہ بات مترشح ہوتی ہے۔

(جاری ہے)

# فتنہ و فساد

سید نواز حسین شگری ایم اے ، بی ایڈ ، فاضل علوم عربیہ

الفتنۃ اشد من القتل ۔ ترجمہ فتنہ قتل سے بھی سنگین جرم ہے ۔

فتنہ و فساد کا مرتکب شیطانی ایجنٹ ہے ۔ اور اس کا تعلق حزب شیطان سے ہو گا ۔ قرآن پاک میں انسانوں کی دو جماعتوں کا ذکر ہے ۔

۱ ۔ حزب اللہ

۲ ۔ حزب الشیطان

حزب اللہ خدا کے احکام پر عمل کرے گا ۔ اللہ کے لئے اس کے دل میں محبت ہو گی ۔ اللہ ہی کے لئے اس کا بغض ہو گا اس کا جینا ، مرنا سب اسی وحدہ لا شریک کے لئے ہو گا ۔

سورۃ المجادلہ میں حزب اللہ کے متعلق ارشاد ہے ۔

ترجمہ : جو لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کو آپ ایسا نہیں پائیں گے وہ محبت کریں ان سے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہوں ۔ اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں ، یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے رشتہ دار ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے ۔ اور اپنی روح سے ان کی تائید فرمائی ہے وہ ان کو باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ لوگ اللہ سے راضی ہوں گے ۔ یہ اللہ کی جماعت ( حزب اللہ ہے یاد رکھو حزب اللہ ہی فلاح پانے والے ہیں ۔

حزب اللہ کی شان کا ذکر سورۃ الانعام میں یوں آتا ہے کہ :

" آپ فرما دیں کہ بے شک میری نماز ، میری عبادت میرا جینا ، میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے ۔"

جینا اور مرنا ہے اپنے ہوا و ہوس ، خود پسندی ، نفس پرستی ، تنگ نظری کے لئے نہ وہ جینا چاہتا ہے اور نہ مرنا چاہتا ہے لیکن حزب الشیطان ایسے ہی رذائل اختیار کرتا ہے جو اللہ کے بین احکام سے روگردانی کے مترادف ہیں ۔

سورۃ المجادلہ میں حزب الشیطان سے متعلق فرمان الٰہی ہے " شیطان نے ان پر قابو پا لیا ہے پس اس نے (شیطان) ان کو یاد الٰہی سے غافل کر دیا ہے ۔ یہ شیطان کی جماعت ہے یاد رکھو شیطان کی جماعت ہی نقصان اٹھانے والی ہے ۔" یعنی یہی وہ حزب ہے جس میں کافر ، مشرک ، منافق اور دیگر رذائل اخلاق کے حامل افراد ہوتے ہیں ۔

سورۃ البقرہ میں ایسے منافقوں کا ذکر ہے کہ " وہ لوگ اللہ اور اس پر ایمان لانے والوں کو فریب دینا چاہتے ہیں اور حقیقت میں وہ فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو مگر انہیں شعور نہیں ۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا اور جب ان سے کہا جائے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں یاد رکھو وہی لوگ فسادی ہیں مگر ان کو شعور نہیں ۔

قرآن پاک کی ان مقدس آیات سے معلوم ہوا جو لوگ فساد پھیلاتے ہیں اور تفرقہ بازی کرتے ہیں وہ اللہ اور اہل ایمان کو فریب دینا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس انبیاء علیہم السلام تو ایمان اور اسلام ہی کی تبلیغ فرماتے ہیں جو سراسر امن و سلامتی ، اتفاق اور اتحاد ہے ۔

مسلمانوں کے آپس کے تعلقات کے لئے سورۃ الحجرات میں ارشاد ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کروا دو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو ۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ سے رشتہ رکھنے والے لوگ ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں ایسے خوش نصیبوں

# فتنہ و فساد

سید نواز حسین شگری ایم اے ، بی ایڈ ، فاضل علوم عربیہ

الفتنۃ اشد من القتل ۔ ترجمہ فتنہ قتل سے بھی سنگین جرم ہے ۔

فتنہ و فساد کا مرتکب شیطانی ایجنٹ ہے ۔ اور اس کا تعلق حزب شیطان سے ہو گا۔ قرآن پاک میں انسانوں کی دو جماعتوں کا ذکر ہے ۔

۱ ۔ حزب اللہ

۲ ۔ حزب الشیطان

حزب اللہ خدا کے احکام پر عمل کرے گا ۔ اللہ کے لئے اس کے دل میں محبت ہو گی ۔ اللہ ہی کے لئے اس کا بغض ہو گا اس کا جینا ، مرنا سب اسی وحدہ لا شریک کے لئے ہو گا ۔

سورۃ المجادلہ میں حزب اللہ کے متعلق ارشاد ہے ۔

ترجمہ : جو لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان کو آپ ایسا نہیں پائیں گے وہ محبت کریں ان سے جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہوں ۔ اگرچہ وہ ان کے باپ ہوں ، یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے رشتہ دار ۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے ۔ اور اپنی روح سے ان کی تائید فرمائی ہے وہ ان کو باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اللہ ان سے راضی اور وہ لوگ اللہ سے راضی ہوں گے ۔ یہ اللہ کی جماعت ( حزب اللہ ) ہے یاد رکھو حزب اللہ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

حزب اللہ کی شان کا ذکر سورۃ الانعام میں یوں آتا ہے کہ :

"آپ فرما دیں کہ بے شک میری نماز ، میری عبادت میرا جینا ، میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے ۔"

جینا اور مرنا ہے اپنے ہوا و ہوس ، خود پسندی ، نفس پرستی ، تنگ نظری کے لئے نہ وہ جینا چاہتا ہے اور نہ مرنا چاہتا ہے لیکن حزب الشیطان ایسے ہی رذائل اختیار کرتا ہے جو اللہ کے بین احکام سے روگردانی کے مترادف ہیں۔

سورۃ المجادلہ میں حزب الشیطان سے متعلق فرمان الٰہی ہے "شیطان نے ان پر قابو پا لیا ہے پس اس نے (شیطان) ان کو یاد الٰہی سے غافل کر دیا ہے ۔ یہ شیطان کی جماعت ہے یاد رکھو شیطان کی جماعت ہی نقصان اٹھانے والی ہے ۔" یعنی یہی وہ حزب ہے جس میں کافر ، مشرک ، منافق اور دیگر رذائل اخلاق کے حامل افراد ہوتے ہیں۔

سورۃ البقرہ میں ایسے منافقوں کا ذکر ہے کہ "وہ لوگ اللہ اور اس پر ایمان لانے والوں کو فریب دینا چاہتے ہیں اور حقیقت میں وہ فریب نہیں دیتے مگر اپنی جانوں کو مگر انہیں شعور نہیں ۔ ان کے دلوں میں بیماری ہے تو اللہ نے ان کی بیماری اور بڑھا دی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے بدلہ ان کے جھوٹ کا اور جب ان سے کہا جائے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرتے ہیں یاد رکھو وہی لوگ فسادی ہیں مگر ان کو شعور نہیں ۔

قرآن پاک کی ان مقدس آیات سے معلوم ہوا جو لوگ فساد پھیلاتے ہیں اور تفرقہ بازی کرتے ہیں وہ اللہ اور اہل ایمان کو فریب دینا چاہتے ہیں ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس انبیاء علیہم السلام تو ایمان اور اسلام ہی کی تبلیغ فرماتے ہیں جو سراسر امن و سلامتی ، اتفاق اور اتحاد ہے ۔

مسلمانوں کے آپس کے تعلقات کے لئے سورۃ الحجرات میں ارشاد ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کروا دو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو ۔

اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے کہ اللہ سے رشتہ رکھنے والے لوگ ہی آپس میں بھائی بھائی ہیں ایسے خوش نصیبوں

کے لئے رسول کریمؐ نے یہ نوید سنائی ہے کہ "کل تقی آلی" (پرہیزگار میری آل ہے) متقیوں کا یہ شیوہ ہے کہ وہ آپس میں صلح کراتے ہیں اور فتنہ و فساد سے دور رہتے ہیں۔ اور حقیقت میں وہ اسم با مسمیٰ مسلمان ہوتے ہیں۔ زبان اور ہاتھوں کے شر سے دوسرے تمام لوگ محفوظ ہوتے ہیں۔ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمان کی یوں تعریف کی ہے۔

المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ

وہ عالم اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

اس کے برعکس وہ لوگ جو آپس میں پھوٹ ڈالتے ہیں وہ نہ تو اللہ سے ڈرتے ہیں اور نہ وہ آپس میں بھائی بھائی ہوتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے سورۃ آل عمران میں وعید آئی ہے۔

"اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو واضح احکام ملنے کے باوجود فرقوں میں بٹ گئے اور آپس میں انتشار پیدا کر لیا اور جو لوگ یہ تفرقہ بازی کریں گے ان کو عذاب عظیم ہو گا اس دن چند لوگوں کے چہرے نورانی ہوں گے اور کچھ لوگوں کے منہ کالے ہوں گے پس جن لوگوں کے منہ کالے ہوں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا تم لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کافرانہ فعل اختیار کیا تھا پس تم اس کفران نعمت کے سبب عذاب چکھو۔"

سورۃ الروم میں بھی اس کافرانہ فعل کی مذمت کی گئی ہے "اللہ کی طرف رجوع کرو، اس سے ڈرو، نماز کی پابندی کرو اور تم مشرکوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے دین میں تفرقہ ڈالا اور پارٹیوں میں بٹ گئے۔ اور ہر جماعت اپنے اپنے طریقے پر خوش ہو رہی ہے۔"

فرقہ بازی اور گروہ بندی دراصل عذاب الٰہی ہے جیسا کہ سورۃ الانعام میں فرمایا گیا ہے کہ "اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب اوپر سے اور زمین سے بھیجے یا تم کو گروہوں میں بانٹ دے اور ایک دوسرے سے لڑا دے۔"

اسلام سے دوری کی وجہ سے باہمی محبت اور اخلاص کے بجائے ہم میں ایسے رذائل عام ہیں کہ ان سے معاشرے میں فتنہ و فساد پھیلتا ہے اور بغض و عناد کی پرورش ہوتی ہے۔ ایک دوسرے پر بہتان باندھنا، مذاق اڑانا، طعن و تشنیع کرنا، غیبت کرنا، عیب جوئی کرنا، شیخی بگھارنا، غرور و تکبر کرنا، بدگمانی کرنا، حسد کرنا، چغلی کرنا، چاپلوسی کرنا، کسی کی حق تلفی کرنا۔ فروعی اختلافات کو اچھالنا، منافقت پر فخر کرنا، کمزور کی مدد نہ کرنا اور سچ بات کی شہادت نہ دینا وغیرہ کتنے کبیرہ گناہ ہیں جن کے ہم عادی ہیں۔

پھر بھی خود کو مسلمان سمجھتے ہیں کیا ان رذائل کی وجہ سے فرد اور جماعت دونوں کے فتنہ و فساد کا شکار نہیں ہونا پڑتا اور کیا یہ ایک مسلمان کو زیب دیتے ہیں؟

فرقہ بندی ہیں کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
(اقبال)

آخر میں رب کائنات سے دعا ہے کہ خدا ہم سب کو مسلمان بننے اور احکام اسلام پر کاربند ہوتے ہوئے اخلاق رذیلہ سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا کرے۔ نیز رسالہ مکارم الاخلاق از شاہ سید محمد نور بخش کی روشنی میں اخلاق رذیلہ کے روحانی علاج کرانے کی توفیق ہو۔ (آمین)

---

## طلباء و طالبات کے لئے خوشخبری

ادارہ ماہنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد نے طلباء و طالبات کے اصرار پر ان کے لئے ماہنامہ نوائے صوفیہ کی خریداری میں خصوصی رعایت کا فیصلہ کیا ہے۔ اب اس رسالے کے مستقل خریدار بننے کے خواہشمند طلباء و طالبات کے لئے سالانہ چندہ ۱۳۲ روپے کی بجائے صرف سو ۱۰۰ روپے مقرر کیا گیا ہے۔ طلباء کو اس سلسلے میں اپنے تعلیمی ادارے کے شناخت نامے کی ایک مصدقہ فوٹو کاپی ہمارے متعلقہ نمائندے کو اور ایک کاپی ادارہ نوائے صوفیہ کو ارسال کرنا ہوگی۔

ادارہ

# آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارہ کے نام بھیجے گئے مفید سوالات کے انتخاب کے بعد ان کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں اس شمارے کیلئے منتخب کئے گئے سوالات اور ان کے جوابات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر ۱۔ جس کوہل کا پانی لوگوں کے استعمال میں ہو تو کیا اس میں گٹر کا پانی چھوڑا جا سکتا ہے؟

سوال نمبر ۲۔ گٹر کا پانی جس کوہل میں شامل ہو جاتا ہے اس کوہل کا پانی پاک رہے گا یا ناپاک ہو گا؟

سوال نمبر ۳۔ پیشاب کی آمیزش والا پانی کسی کوہل کے پانی میں مل جائے تو اس پانی کو طہارت وغیرہ کے لئے استعمال کرنا کیسا ہے؟

سائل حاجی محمد سلیم خپلو

سوال نمبر ۴۔ کیا شوہر اپنی بیوی کو خون دے سکتا ہے؟

سوال نمبر ۵۔ کسی جگہ پر کوئی لاش پڑی ہوئی ہو سب کے حق میں وہ اجنبی ہو تو اس کے مسلمان یا کافر ہونے کی پہچان کیا ہو گی؟

سوال نمبر ۶۔ واجب غسل کی بجاآوری سے پہلے ناشتہ کرنا کیسا ہے؟

سوال نمبر ۷۔ صبح اور عصر کی سنتیں فرض نمازوں کے بعد پڑھی جائیں تو درست ہے یا نہیں؟

سوال نمبر ۸۔ باوضو شخص کی ریح خارج ہو جائے تو اس سے وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

سوال نمبر ۹۔ نماز کی بجاآوری کے دوران قرات میں بھول کا شکار رہنے والے امام کا ماموم بننا درست ہے یا نہیں؟

سائل شبیر علی مقپو شگر

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر کوہل بڑا ہو۔ اس میں بڑی مقدار میں پانی بہتا ہو تو ایسے کوہل میں گٹر کا پانی چھوڑنے جانے پر دیکھا جائے گا کہ پانی کے تینوں اوصاف یعنی رنگ و بو اور ذائقہ میں کوئی فرق آتا ہے یا نہیں۔ اگر تینوں اوصاف مذکورہ میں کوئی فرق نہ آتا ہو تو اس کوہل کا پانی شرعاً طہارت وغیرہ کے لئے قابل استعمال ہو گا۔ اگر گٹر کے پانی کی آمیزش کی وجہ سے کوہل میں بہنے والے پانی کے اوصاف پورے کے پورے تغیر پذیر ہوں یا صرف ایک وصف میں فرق آتا ہو تو دونوں صورتوں میں اس کوہل کے پانی کا استعمال طہارت وغیرہ کے لئے شرعاً درست نہیں ہو گا لہذا گٹر کا پانی چھوڑنے والے حضرات کو اس قبیح حرکت سے باز رہنا شرعاً واجب ہے۔ اس صورت میں کوہل کو گٹر کے پانی کی آمیزش سے پاک رکھنا شرعاً ضروری ہے۔

(نوٹ۔ نوائے صوفیہ ایک صحت مند معاشرے کے قیام کا حامی ہے۔ افراد معاشرہ کی صحت میں ذہنی اور روحانی صحت کے علاوہ جسمانی صحت کا پہلو بھی شامل ہے۔ اکثر دیہاتوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ کوہل کے پانی کو وضو اور غسل کے علاوہ پینے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اب اگر اس پانی میں گٹر کا پانی بھی ڈالا جائے تو نتیجتاً غسل خانے اور بیت الخلاء سے خارج ہونے والا پانی بھی شامل ہو جاتا ہے۔ ایسے پانی میں متعدد مہلک اور متعدی بیماریوں مثلاً ہیضہ (cholera) تپ محرقہ (typhiod fever) اسہال (dysentry) اور متعدی یرقان (infective hepatitis) وغیرہ کے جراثیم شامل ہوتے ہیں یہ بیماریاں بعض دفعہ وبائی صورت اختیار کرتی ہیں اور ان کی وجہ سے بے شمار اموات واقع ہو جاتی ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ان اموات اور نقصانات کی براہ راست ذمہ داری پانی کو آلودہ کرنے والے افراد پر عائد ہوتی ہے۔ چنانچہ پینے کے پانی کو آلودہ کرنا شرعی نقطہ نظر سے قطع نظر طبی نقطہ نگاہ سے بھی نہایت

گھناؤنا اور مجرمانہ فعل ہے۔ اس لئے جو حضرات پینے کے پانی کو گٹر کے پانی کی ملاوٹ سے یا کسی اور طریقے سے آلودہ کرتے ہیں انہیں اس غیر اخلاقی اور غیر انسانی فعل سے فوری اور مکمل اجتناب کرنا چاہیے۔ (ادارہ)

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جواب نمبر ۱ میں بیان کردہ شرائط کے تحت کوہل کے پانی کو دیکھا جائے یعنی پانی کے تینوں اوصاف میں یا صرف ایک وصف میں فرق آجاتا ہو تو وہ ناپاک ہے۔ اگر تینوں اوصاف میں کوئی فرق نہ پڑتا ہو تو وہ شرعاً پاک ہے۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پیشاب کی آمیزش والا کوئی پانی جب کسی کوہل کے پانی میں شامل ہو جاتا ہو تو یہاں پر بھی جواب نمبر ۱ میں بیان کردہ صورتوں کے پیش نظر شرعاً حکم لگ جائے گا۔ پیشاب کی آمیزش والے پانی کے شامل ہونے سے کوہل کا پانی اپنے اوصاف ثلاثہ کے لحاظ سے یا صرف ایک وصف کے لحاظ سے متغیر ہو تو اسے طہارت وغیرہ کے لئے استعمال کرنا شرعاً صحیح نہیں ہو گا۔ اگر پانی کے تینوں اوصاف میں کوئی فرق نہ پڑتا ہو تو اس کوہل کے پانی کو طہارت وغیرہ کے لئے استعمال کرنا شرعاً درست ہو گا۔ سائل کے تینوں سوالات کی نوعیت ایک ہی ہے تاہم مزید اطمینان قلب کے لئے سائل کی خواہش کے تحت ہر سوال کو تحریراً مستقل شکل دی گئی ہے۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر بیوی کو کسی وجہ سے خون درکار ہو تو اپنے شوہر کا خون اس کے لئے شرعاً سب سے بہتر خون ہے۔ اگر خون کا گروپ متحد نہ ہوتا ہو تو شوہر کے خون کے عوض متحد گروپ والا خون حاصل کیا جائے گا اور بیوی کو متحد گروپ والا خون چڑھایا جائے گا۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اجنبی لاش اگر بالغ مرد کی ہو تو اس کے مسلمان یا کافر ہونے کا فیصلہ شرعاً ختنے کی صورت پر ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی کافر مرد مسلمان ہو جائے تو دائرہ اسلام میں آنے کے بعد ختنہ کا مرحلہ طے کرنا بھی واجب ہے۔

جواب نمبر ۶۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ واجب غسل کی بجاآوری سے پہلے اگر آدمی ناشتہ کرے تو ایسا کرنا شرعاً ناجائز نہیں ہے لیکن اگر مجبوری نہ ہو تو غسل پہلے اور ناشتہ بعد میں کرنا مناسب ہے۔

جواب نمبر ۷۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ صبح کی سنت نماز صبح کی نماز سے پہلے پڑھی جاتی ہے۔ صبح کی سنت کی صبح کی فرض کے بعد پڑھی جائے تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ عصر کی سنت نمازیں ہر حال میں عصر کی فرض نماز سے پہلے ہی پڑھی جاتی ہیں۔ عصر کی سنتوں کو عصر کی فرض نماز کے بعد ادا کرنا شریعت کی رو سے جائز ہی نہیں ہے۔ بعض نماز گزار حضرات عصر کی سنتوں کو عصر کی فرض نماز کے بعد پڑھتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ مجموعہ شریعت محمدیہ فقہ احوط میں صاف طور پر مذکور ہے کہ عصر کی سنتوں کو فرض سے مؤخر کرنا جائز نہیں ہے۔

جواب نمبر ۸۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بدن انسان سے جو باوضو ہو ہوا کا خارج ہونا بھی وضو کو عدم سے ہمکنار کرنے والی چیزوں میں شامل ہے۔ لہذا ریح کے نکل آنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز گزار کو اس سے از سر نو استنجا کا مرحلہ طے کر کے وضو کرنا ضروری ہے۔

جواب نمبر ۹۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قرات میں بھول چوک کا شکار ہونا باعث فسق امام نہیں۔ ایسے امام کا ماموم بننا شرعاً جائز ہے۔ ہاں اگر امام قرات میں غلطی کا شکار رہتا ہو تو یہ قرات کی صحت کے منافی ہے کیونکہ قرات میں ترتیل واجب ہے۔ ترتیل کے فقدان کی وجہ سے نماز کی صحت بری طرح متاثر ہو جائے گی۔ لہذا قرات میں ترتیل کے حامل امام کا تقرر ضروری ہے تاکہ نماز میں کوئی خرابی شرعاً باقی نہ رہے۔

امید ہے محترم اقبال حسین مرغوثی، محترم شیر علی اور محترم حاجی محمد سلیم صاحب اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہو جائیں گے۔

ضروری گزارش۔ اس شمارے میں جن شرعی سوالات کے جواب دیئے گئے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کا صریح اور واضح جواب فقہ احوط میں تلاش کیا جا سکتا ہے۔ لہذا ایسے سائلین سے عرض ہے کہ وہ ادارہ نوائے صوفیہ کی بجائے اپنی معروف دینی کتابوں سے رجوع کریں اور مطالعے کی عادت کو اپنائیں تاکہ غیر اہم سوالوں کی جگہ رسالے میں مفید اور اہم سوالات کے جواب شائع ہو سکیں۔

## فہرست مستقل خریداران نوائے صوفیہ ماہ جنوری ۱۹۹۷ء

٦٣٦ ـ محمد اقبال مکان نمبر B-1/12 گلی نمبر 17 ـ G-7/2 اسلام آباد

٦٣٧ ـ سپاہی غلام حسن یوچنگوی HQ-COY FPU 17 بٹالین

٦٣٨ ـ ماسٹر مولانا غلام حیدر صاحب محلہ خانقاہ گرونگ ڈاکخانہ کورو علاقہ کریس سکردو بلتستان

٦٣٩ ـ اشرف حسین لائبریرین مدرسہ مظہر العلوم تھلے بلتستان

٦٥٠ ـ محمد عبداللہ خان جماعت نہم ہائی اسکول کریس سکردو بلتستان

٦٥١ ـ غلام حیدر حیدری پھڑبنگ باماں شگر ڈاکخانہ الچوڑی شگر سکردو بلتستان

٦٥٢ ـ صوبیدار محمد بلال ہنڈیلی ڈاکخانہ خپلو گنگچے بلتستان

٦٥٣ ـ علی محمد مدرس مڈل اسکول چھوار خپلو ضلع گانچھے بلتستان

٦٥٤ ـ قاری محمد ابراہیم صاحب ڈاکخانہ سرمو خپلو ضلع گانچھے بلتستان

٦٥٥ ـ غلام حسن بلغاری کلرک NLI C/O FPU 12 ـ 5

٦٥٦ ـ سپاہی غلام رسول خپلوی ہیپی وا NLI C/O 12 ـ FPU ـ 5

٦٥٧ ـ سپاہی غلام عباس بلغاری NLI C/O FPU 12 ـ 5

٦٥٨ ـ شکور علی مدرس محلہ گونڈ ڈاکخانہ کورو علاقہ کریس سکردو بلتستان

٦٥٩ ـ کاچو حسن خان کھانسر پوسٹ بکس نمبر 16042 پوسٹ کوڈ نمبر 75460 کراچی 44

٦٦٠ ـ غلام عباس کھانسر مکان نمبر 199 گلی نمبر 9 آئی سیکٹر منظور کالونی کراچی 44

٦٦١ ـ فدا علی مکان نمبر 952 گلی نمبر 11 آئی سیکٹر منظور کالونی کراچی 44

٦٦٢ ـ محمد حسین شاوا شاہ محسن ہاؤس مکان نمبر B226 گلی نمبر 10 آئی سیکٹر منظور کالونی کراچی 44

٦٦٣ ـ محمد حسین مکان نمبر 287 گلی نمبر 10 آئی سیکٹر منظور کالونی کراچی

## فہرست مستقل خریداران نوائے صوفیہ فروری ۱۹۹۷ء

٦٦٤ ـ منیر احمد ایل ـ ڈی ـ سی B&R ڈویژن پی ـ ڈبلیو ـ ڈی گانچھے بلتستان

٦٦٥ ـ اخوند محمد حسن صاحب مدرس فیڈرل گورنمنٹ ہائی اسکول خپلو ضلع گانچھے بلتستان

٦٦٦ ـ غلام حیدر صاحب مدرس پرائمری اسکول مرضی گوند ڈاکخانہ مچلو ضلع گانچھے بلتستان ـ

٦٦٧ ـ اخوند علی حسن صاحب کلرک موضع ڈاؤ ڈاکخانہ حسن آباد چھوربٹ ضلع گانچھے بلتستان ـ

٦٦٨ ـ ڈاکٹر محمد اسماعیل ذبیح صاحب ڈینٹل سرجن سول ہسپتال خپلو ضلع گانچھے بلتستان ـ

(نوٹ) نوائے صوفیہ کے ایک محترم قاری کی طرف سے مبلغ ۱۴۴ روپے کا منی آرڈر اس یاددہانی کے ساتھ وصول ہوا ہے کہ انہیں ہر مہینے دو عدد رسالے موصول ہو رہے ہیں مگر انہوں نے اپنا نام اور پتہ تحریر نہیں کیا ہے ـ ان صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اپنے نام اور پتہ سے مطلع فرمائیں ـ

ادارہ

# دنیائے تصوف کی خبریں

مولوی محمد انور تھلوی



جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں عید الفطر کے اجتماع سے علامہ محمد بشیر صاحب خطاب فرما رہے ہیں۔

## ملک بھر میں عید الفطر عقیدت واحترام اور مذہبی جوش و جذبہ کے ساتھ منائی گئی

ملک بھر میں عید الفطر کا اسلامی تہوار روایتی جوش وخروش اور عقیدت واحترام کے جذبات کے ساتھ منائی گئی۔ اس مبارک موقع پر کروڑوں مسلمانوں نے نماز عید کے اجتماعات میں اللہ پاک کے حضور سجدہ ریز ہو کر اپنے گناہوں کی معافی اور ملک وملت کی سلامتی اور خوش حالی کے لئے دعائیں مانگیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں عید سعید کے موقع پر لوگوں کا جوش وخروش اس لئے بھی بڑھ گیا تھا کہ کچھ روز پہلے ہی عام انتخابات کے نتیجے میں عوام کی امنگوں کے مطابق عوامی نمائندوں کا انتخاب عمل میں لایا گیا تھا اور لوگ ان انتخابات کے نتائج کو مملکت خداداد کی ترقی اور تعمیر کے ایک نئے دور کے آغاز سے تعبیر کرتے ہیں۔ ملک کی بڑی بڑی مساجد اور خانقاہوں میں رمضان المبارک کے آخری عشرے میں کثیر تعداد میں اہل ایمان نے اعتکاف میں بیٹھنے کا شرف بھی حاصل کیا۔ اس کے علاوہ ایک اخباری اطلاع کے مطابق مکہ مکرمہ میں بھی لاکھوں فرزندان توحید نے اعتکاف نشینی کا شرف حاصل کیا۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول مبارک ہے کہ جو شخص رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرے اس کو دو حج اور دو عمرے ادا کرنے کا اجر ملے گا۔ اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے لئے کرے تو حق تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑے فرماتے ہیں۔ یاد رہے کہ اسلام آباد، کراچی، لاہور، کوئٹہ اور گلگت وبلتستان کے مختلف حصوں میں بھی اہل تصوف نے اعتکاف نشینی کر کے روحانی فیوض وبرکات حاصل کئے اور اللہ پاک کے حضور مملکت خداداد پاکستان کی سلامتی اور خوشحالی کے لئے دعائیں مانگیں۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں عید الفطر کے موقع پر ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب نے ایک عظیم اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے اتحاد بین المسلمین اور مذہبی رواداری کی اہمیت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام امن وآشتی اور محبت ویگانگت کا درس دیتا ہے اور اسلام کے زرین اصولوں پر کاربند ہو کر دین ودنیا میں فلاح اور کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص خوش قسمت ہے جو روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اعتکاف نشینی کا بھی شرف حاصل کرتا ہے اور اپنی روحانی تسکین اور ترقی کا سامان بہم پہنچاتا ہے۔ علامہ صاحب نے اس موقع پر تمام حاضرین کو عید مبارک پیش کی۔

## فقہ احوط کی دوبارہ اشاعت کا مطالبہ

اہل صوفیہ نوربخشیہ کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ فقہ احوط کا اردو ترجمہ بازار سے ایک مدت گزری، نایاب ہو چکا ہے اور عوام کی ایک بڑی تعداد فقہ احوط کے حصول کے لئے مختلف مراکز سے رجوع کر رہی ہے ۔ چونکہ سابقہ ایڈیشن کے فروخت سے حاصل شدہ رقم مرکزی انجمن کے پاس موجود ہے اس لئے اس انجمن پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کتاب کی دوبارہ اشاعت کا اہتمام کرے ۔ کسی قسم کا تاخیری حربہ استعمال کرنے کی صورت میں قوم ذمہ دار افراد سے بازپرس بھی کر سکتی ہے ۔



عبداللہ خان چیرمین صدر انجمن صوفیہ نوربخشیہ سکردو بلتستان

## مرکزی انجمن سے اپیل

مرکزی انجمن صوفیہ نوربخشیہ خپلو کی توجہ ہم اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ نوربخشی مراکز پر فقہ احوط کے نسخے نایاب ہو چکے ہیں اور اس وقت تمام نوربخشی اس کی کو شدت سے محسوس کر رہے ہیں ۔ لہٰذا اس اہم کتاب کی دوبارہ اشاعت کا جلد از جلد اہتمام ہونا ضروری ہے ۔



غلام علی جوہر یوچنگوی کراچی

## جشن ولادت شاہ سید محمد نوربخش و امام آخر زمانؑ

۱۵ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ کو یوم ولادت حضرت امام آخر زمان محمد مہدی علیہ السلام اور غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک عظیم الشان اجتماع تاریخی گونمہ مسجد صوفیہ نوربخشیہ اوڑوا بالا میں منعقد ہوا۔ اس روحانی محفل کی صدارت جناب سید محمد شاہ نورانی پیر صوفیہ نوربخشیہ نے کی جبکہ مہمان خصوصی کی نشست پر جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب جلوہ افروز تھے ۔ قاری محمد حسین کی تلاوت کلام پاک کے بعد مولانا محمد عارف نے ہدیہ نعت پیش کیا جناب غلام علی حیدری نے سٹیج سکریٹری کے فرائض سنبھالے ۔ اس عظیم جلسے سے مولانا ذاکر حسین، مولانا مراد علی نوری، مولانا عارف حسین، مولانا علی محمد ہادی شگری، جناب احسان علی دانش، مولانا محسن علی سرموی، مولانا محمد ابراہیم فیضی پرنسپل مدرسہ شاہ ہمدان سکردو، جناب مفتی محمد عبداللہ اور پیر نوربخشیہ جناب سید محمد شاہ نورانی صاحب نے خطاب فرمایا ۔ جبکہ ممتاز نعت خوان اخوند غلام محمد، محمد باقر اور حاجی علی نے عقیدت کے پھول نچھاور کئے ۔ آخر میں جناب غلام علی حیدری نے جلسے کی انتظامیہ کی جانب سے علماء کرام، زعماء کرام اور شرکائے محفل کا شکریہ ادا کیا ۔

محمد اسماعیل کریسی
صدر تنظیم فدائیان آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس

## تھلے میں یوم ولادت شاہ سید کا انعقاد

۱۵ شعبان کو یوم ولادت غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کے سلسلے میں تھلے کے اہل صوفیہ نوربخشیہ نے مرکزی خانقاہ معلیٰ تھلے میں زیر صدارت جناب سید علی ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا ۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب نے سٹیج سکریٹری کے فرائض انجام دیئے ۔ مولانا غلام حسین نورانی اور دیگر علمائے کرام نے شاہ سید محمد نوربخش کی حیات اور تعلیمات پر اظہار خیال کیا ۔ آخر میں صدر جلسہ نے دعائے خیر کی ۔

اشرف حسین لائبریرین

## حضرت امام حسین علیہ السلام کا یوم ولادت

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن دم سم یونٹ کے زیر اہتمام خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ دم سم میں بسلسلہ یوم ولادت باسعادت حضرت امام حسین علیہ السلام ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کے صدر ممتاز نوربخشی عالم دین جناب مولوی عبدالسلام تھے جبکہ مولوی ہدایت اللہ خان صاحب خطیب ۳۲۳ بریگیڈ سیاچن مہمان خصوصی تھے۔ مولوی محمد عباس نے تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ صدر و مہمان خصوصی اور دیگر علمائے کرام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے فضائل و مناقب بیان کئے۔ اور اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ این، وائی ایف دم سم کے نوجوان چہاردہ معصومین کے ایام ولادت و وفات کو عقیدت و احترام سے منانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ آخر میں یعقوب علی صدر این، وائی، ایف دم سم نے شرکائے جلسہ کا شکریہ ادا کیا۔

ممتاز علی دسی
سینئیر نائب صدر این، وائی، ایف

## تھگس میں محفل اعتکاف

تھگس میں پانچ خوش نصیب افراد نے چالیس دن اعتکاف میں بیٹھنے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے علاوہ نو عمر بچوں نے بھی اعتکاف نشینی کا شرف حاصل کیا۔ اختتامی تقریب میں بہت سے لوگوں نے شرکت کی اور دعاؤں کے ساتھ اس نورانی محفل کا اختتام ہوا۔

غلام نبی نورانی تھگس

## حسن آباد میں یوم شاہ سیدؒ

حسن آباد چھوربٹ میں مدرسہ صوفیہ نوربخشیہ حسن آباد کے زیر اہتمام یوم ولادت شاہ سید محمد نوربخشؒ کے موقع پر ایک محفل میلاد منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت جناب غلام علی حیدری نے کی۔ جلسے کے آغاز میں سعادت علی خان نے تلاوت کلام پاک اور فدا علی اور محمد اسماعیل نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کی۔ جناب صوبیدار حسن نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا روزی علی نے شاہ سید کو نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ جناب اخوند حسین، جناب سید نجف، جناب اخوند محمد موسیٰ، شیر علی طالب علم، محمد ادریس طالب علم، محمد اسماعیل صاحب، اخوند زین العابدین، حوالدار حسین صاحب، غلام محمد صاحب، حسین اور جناب غلام مہدی نے غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نوراللہ مرقدہ کی تعلیمات پر اظہار خیال کیا۔ بعد ازاں مقابلہ حسن قرات میں جیتنے والے طلباء میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ محفل کے اختتام پر خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔

سکریٹری حسن آباد ویلفیر ایسوسی ایشن چھوربٹ

## پریس ریلیز

۲۸ دسمبر ۱۹۹۶ء کو تنظیم فدائیان آل رسولؑ صوفیہ نوربخشیہ کریس بلتستان کا ایک اجلاس زیر صدارت نائب صدر تنظیم منعقد ہوا۔ اجلاس کی کاروائی حسب ضابطہ تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی، جس کے بعد جنرل سکریٹری نے ۱۳ شعبان المعظم کو کامیاب اور عظیم الشان روحانی اجتماع کے انعقاد پر منتظمہ کمیٹی صوفیہ نوربخشیہ کا شکریہ ادا کیا اور اراکین کو مبارک باد دی۔ اجلاس میں دیگر تنظیمی امور بھی زیر بحث آئے اور ان پر فیصلے بھی صادر کئے گئے۔ اجلاس کے آخر میں پاکستان کی سلامتی اور استحکام کے لئے دعا مانگی گئی۔

پبلسٹی سکریٹری تنظیم فدائیان
آل رسول صوفیہ نوربخشیہ کریس

## استقبالیہ پارٹی

دس اکتوبر ۱۹۹۶ء کو انجمن تحفظ اہلیان یوچنگ مقیم کراچی کی طرف سے جناب ذوالفقار یونس کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا گیا۔ ذوالفقار یونس جن کا تعلق یوچنگ ہی سے ہے حال ہی میں سول انجینئرنگ کے بعد سی۔ ایس۔ ایس کا امتحان اور عملی ٹریننگ مکمل کر کے محکمہ کسٹم کراچی میں اے۔ سی انکم ٹیکس مقرر ہوئے ہیں۔ اس تقریب میں اراکین تنظیم نے ذوالفقار صاحب کو مبارک باد پیش کی۔ ذوالفقار صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے نوجوانان یوچنگ پر زور دیا کہ وہ حصول علم و فن میں بھرپور کوشش کریں تاکہ قوم میں اعلیٰ قیادت کے قابل افراد پیدا ہو سکیں۔

## ضروری گزارش

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے جن نمائندگان اور دیگر مخلصین جن کے نام شاہ ہمدان پبلکیشنز اسلام آباد کی پہلی اشاعت "رسالہ دہ قاعدہ" بغرض فروخت ارسال کیا گیا تھا، سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کی اشاعت سے حاصل شدہ رقم جلد از جلد ادارے کو ارسال کریں تاکہ اگلی کتاب کی اشاعت ممکن ہو سکے۔ نیز جن نمائندگان کے پاس، کتاب کے نسخے ابھی پڑے ہوئے ہیں وہ ان نسخوں کی فوری فروخت اور رقم کی ترسیل کی کوشش کریں۔ یاد رہے کہ ہمارا نشر و اشاعت کا پروگرام آپ کے تعاون سے ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔

## اطلاع

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے وہ مستقل خریدار حضرات جنہوں نے ابھی تک سال ۱۹۹۷ء کا چندہ جمع نہیں کروایا ہے ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں مبلغ ۱۳۲ روپے ہمارے نمائندوں میں سے کسی کے پاس یا براہ راست درج ذیل پتہ پر بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔ چندہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں رسالے کی ترسیل منقطع کر دی جائے گی۔

جی۔ایم معروفی
فلیٹ نمبر ۷ بلاک نمبر ۱۳
کیٹگری نور آئی ایٹ ون اسلام آباد

## نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اور نمائندگان نوائے صوفیہ سے خصوصی اپیل

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان، نمائندگان نوائے صوفیہ اور دیگر مخلص نوجوانوں سے خصوصی اپیل ہے کہ شاہ ہمدان پبلکیشنز کی حالیہ اشاعت "منشور ملک عشق" کی فروخت کے لئے خصوصی جد و جہد کریں، تاکہ ہمارا نشر و اشاعت کا دوررس منصوبہ جاری رکھا جا سکے۔ اس سلسلے میں تمام دلچسپی رکھنے والے حضرات خط لکھ کر کتاب کی کاپیاں محترم مولوی محمد رضا ضیاء صاحب مہتمم شاہ ہمدان پبلکیشنز جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ سیکٹر جی، ۷/۲ اسلام آباد سے منگوا سکتے ہیں۔ کتاب کی فروخت کا معقول کمیشن بھی پیش کیا جائے گا۔ لیکن سب سے بڑا معاوضہ آپ کا عنداللہ ماجور ہونا ہے۔

منجانب شاہ ہمدان پبلکیشنز اسلام آباد

## جشن ولادت حضرت امام مہدیؑ و شاہ سیدؒ

۱۴ شعبان بروز جمعہ خانقاہ معلیٰ الچوڑی میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن الچوڑی کے زیر اہتمام یوم ولادت حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام اور غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کے سلسلے میں ایک عظیم الشان اجتماع ہوا۔ جلسہ گاہ کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور شدید سردی کے باوجود دور دراز علاقوں سے اہل تصوف اس جلسے میں شرکت کے لئے صبح سویرے ہی پہنچ گئے تھے۔ جلسے کے سٹیج سکریٹری جناب غلام علی حیدری تھے، محفل کی صدارت جناب سید نواز حسین نے کی اور جناب سید علی کاظمی مہمان خصوصی کے طور پر بلائے گئے تھے۔ جلسے میں جناب عارف حسین، علامہ علی محمد ہادی، احسان علی دانش، فدا علی نوری محسن علی ساقی، مولانا محمد ابراہیم فیضی، سید علی کاظمی اور جناب سید نواز حسین شگری نے جناب امام آخر زمان اور غوث المتاخرین سید العارفین شاہ سید محمد نوربخش قہستانی نور اللہ مرقدہ کی حیات و تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ اور نعت خوان حضرات نے عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔

محمد صادق صدر این۔وائی۔ایف
الچوڑی شگر

# مراسلات

ایڈیٹر کا مراسلہ نگار کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

غلام علی سرسیکی

نوائے صوفیہ مسلک نوربخشیہ کے لاکھوں پیروکاروں کا واحد ترجمان ہے۔ یہ رسالہ ابلاغ کا ایک مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ براہ کرم مستقل خریداروں کی فہرست میں میرا نام بھی شامل کیا جائے۔

غلام حیدر حیدری شگر

میں مذہب حقہ کا ایک ادنیٰ سا خادم ہوں۔ رسالہ نوائے صوفیہ کا قاری ہوں جو علم وفن کو عام کرنے اور بزرگان سلف کی دینی خدمات سے لوگوں کو بہرہ ور کرنے کا ذریعہ ثابت ہو رہا ہے

محمد رضا عاصی سرسیکی کراچی

نوائے صوفیہ ایک ایسا رسالہ ہے جو اس پرآشوب دور میں بھی شاہ سید محمد نوربخش اور امیر کبیر سید علی ہمدانی جیسی ہستیوں کے حالات زندگی اور تعلیمات کو ہم جیسے گناہگاروں کے علم میں لانے کی کوشش کر رہا ہے۔

اقبال حسین مرغوتوی لاہور

نوائے صوفیہ پڑھ کر بے حد مسرت ہوتی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ ہمارے خط کو شائع کر کے اورل کریس کے نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کریں۔

علی واشرف اورل کریس

ماہ جنوری کا شمارہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی آپ لوگوں کی کاوشوں کی بدولت نوائے صوفیہ آب و تاب کے ساتھ ترقی کی منزل طے کر رہا ہے۔ عرض ہے کہ مجھے اپنی پہلی فرصت میں رسالہ دہ قاعدہ اور کتاب منشور ملک عشق بذریعہ وی۔پی۔پی ارسال کریں۔

احمد حسین ربانی

نوائے صوفیہ ہمارے دینی مسائل کے حل کے لئے ایک روشن مینار کی طرح راستہ دکھاتا ہے اور ہم اس پر دل وجان سے عمل کرتے ہیں۔

ایم۔ تبسم آزاد کشمیر

کافی انتظار کے بعد اکتوبر کا شمارہ ملا مگر ستمبر اور نومبر کے شمارے نہیں ملے۔ میری طرف سے لداخ کے غلام محمد صاحب کے لئے ۱۹۹۷ء کے دوران رسالہ ارسال کریں اس کی قیمت میں ادا کروں گا۔

سپاہی فدا حسین ارزوپی

نوائے صوفیہ کا بغور مطالعہ کیا اس رسالے میں ایسے مضامین پائے جن سے دینی مسائل کے حل اور دنیاوی کاموں کو آسان بنانے میں مدد ملتی ہے۔ یہ رسالہ مذہب صوفیہ کا واحد علمبردار ہے اور مذہب حقہ کے فلاح و بہبود کے لئے بہترین کردار ادا کر رہا ہے اور بکھرے ہوئے نوربخشیوں کو اکٹھا کر رہا ہے۔

اخوند محمد حسین سینو

میں نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں۔ بدقسمتی سے رسالے میں بندہ ناچیز کا کوئی مراسلہ نہیں چھپ سکا ہے لہذا اس خط کو ضرور شامل اشاعت کریں۔ منشور ملک عشق کی اشاعت پر شاہ ہمدان پبلکیشنز کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ ایک کتاب میرے نام بذریعہ وی۔پی۔ ارسال کریں۔

اخوند غلام حسین مورغونو

بہت افسوس کے ساتھ لکھ رہا ہوں کہ مجھے دو ماہ سے نوائے صوفیہ موصول نہیں ہو رہا ہے براہ مہربانی ایسی کوتاہی نہ کریں کیونکہ میرے علاوہ بہت سے دوسرے لوگ بھی اس رسالے سے مستفید ہوتے ہیں۔ مولوی علی کوروی کا جو مضمون گزشتہ شمارے میں شائع ہوا تھا وہ پھر سے کسی شمارے میں شائع کریں۔ آپ کی انتھک کوششوں سے یہ ہر دلعزیز رسالہ ہر ماہ شائع ہو رہا ہے جس کے لئے ہم آپ کے حق میں دعا گو ہیں۔

غلام عباس سکساوی کراچی

مارچ ۱۹۹۶ء میں بارہ سو روپے ارسال کئے تھے مگر اس کا کوئی پتہ نہیں چلا مہربانی ملنے کی اطلاع دیں ۔ میری دعا ہے کہ نوائے صوفیہ پوری آب و تاب کے ساتھ بام عروج پر رہے ۔

احمد حسین ربانی شاہکوٹ

جواب ۔ آپ کی ارسال کردہ رقم موصول ہوئی ہے ۔ شکریہ ۔ تفصیلی خط بھی لکھا ہے مل گیا ہوگا ۔ (معروفی)

ہم رسالے کے پرانے قاری ہیں ۔ ہماری اپیل کے باوجود ہمارا کوئی مضمون شائع نہیں ہوا کیا وجہ ہے ؟ ہمیں رسالے کے اعلیٰ معیار سے خوشی ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے اور بھی ترقی دے ۔

اعجاز حیدر، شجاعت حیدری اور ذوالفقار حیدری

کچلو بلتستان

ہم تین آدمیوں کی طرف سے نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ ۲۵۰ روپے ارسال ہے ۔ نوائے صوفیہ ہمارے نام بھی جاری کریں تاکہ ہمارے دینی علم میں اضافہ ہو ۔

غلام حسن بلغاری

برادران نوائے صوفیہ کو سال نو مبارک ہو ۔ میں مذہب صوفیہ کی ترقی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا گو ہوں ۔ نوائے صوفیہ کے تین شمارے موصول ہوئے مگر افسوس ہے کہ رقم کی ترسیل کا طریقہ معلوم نہیں ہو پا رہا ہے اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں ۔ کچھ شرعی سوالات ارسال کئے تھے کچھ مزید سوالات ارسال ہیں ۔ اکتوبر کے شمارے میں میرے خط کی اشاعت سے بڑی خوشی ہوئی ۔ میرے دوست قربان علی، عبدالحمید وغیرہ بھی تمام صوفیہ بھائیوں کو سلام لکھواتے ہیں ۔ نیک تمناؤں اور محبتوں کے ساتھ ۔

غلام محمد صوفی ڈسکٹ نوبرا و لداخ

5856 1301

**بقیہ ۔ اتحاد و اتفاق**

وہ کوئی اور مذہب یا سیاسی نظریہ پیش نہیں کرتا اس فکری وحدت کی بنیاد ایمان ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان فرشتوں پر ایمان اللہ کی کتابوں پر اس کے رسولوں پر ایمان اور یوم آخرت پر ایمان یہ پانچ عقائد ہر بچے مسلمان کے دل میں راسخ ہو جاتے ہیں ان کی بنیاد پر ہر فرد اپنی ذہنی دنیا تعمیر کرتا ہے چونکہ بنیاد ایک ہے اس لئے اختلاف کا امکان بہت کم ہوگا ۔

## وحدت عمل

اسلام اپنے پیروؤں کے فکر و عمل کو بیڑیاں نہیں پہناتا اصول کی پابندی ضرور لگاتا ہے ۔ لیکن فروع میں ضرور چھوٹ دیتا ہے بشرطیکہ فروع اصول کے منافی نہ ہوں ۔ جس طرح قانون شکنی کا انسداد بھی لابدی ہے ملت منظم متحد اور مضبوط ہو تو اس کے قواعد کے خلاف کی جرأت کرنا مشکل ہے ۔ صرف ہم نفسی ترک کرنے سے ہی بڑے بڑے سرکش افراد گھٹنے ٹیک دیتے ہیں اگر ملت میں وحدت فکر اور وحدت عمل نہ ہو تو اس میں اتحاد اور تنظیم تلاش کرنا بے کار ہوگا ۔

شمالی علاقہ جات میں مردم شماری کے مطابق حاصل شدہ اعداد و شمار درج ذیل ہیں ۔

ضلع سکردو کل آبادی = 268708

نوربخشی آبادی = 20%

ضلع گانچھے کل آبادی = 94512

نوربخشی آبادی = 95%

ضلع گلگت کل آبادی = 253020

نوربخشی آبادی = 1%

ضلع دیامیر کل آبادی = 199239

نوربخشی آبادی = صفر

ضلع غذر کل آبادی = 117534

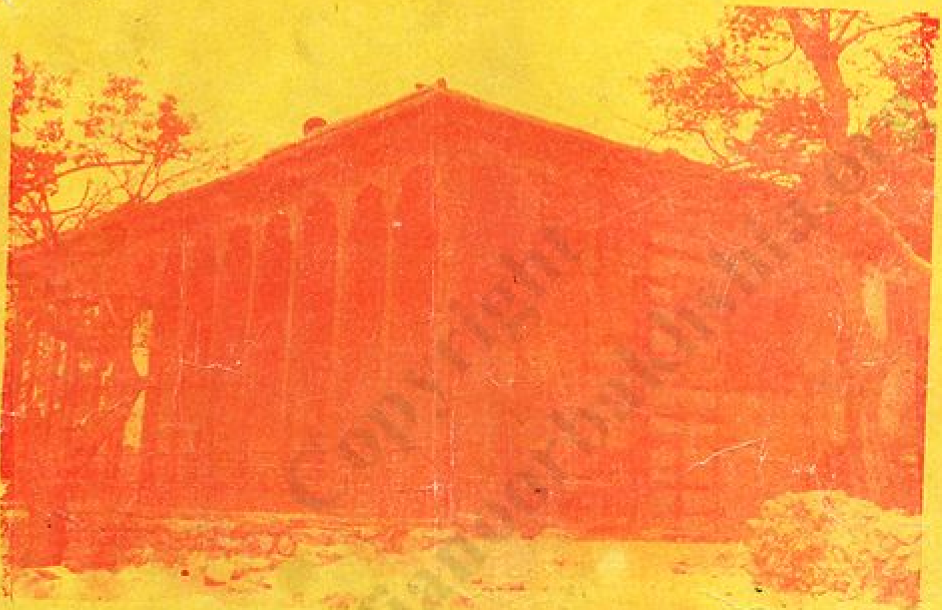
نوربخشی آبادی = صفر

شمالی علاقہ جات کل آبادی = 933013

نوربخشی آبادی = 22.35%

منجانب نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

The Monthly **NAWA-I-SUFIA** Islamabad
Reg. No.B/1-D-97



خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ براہ